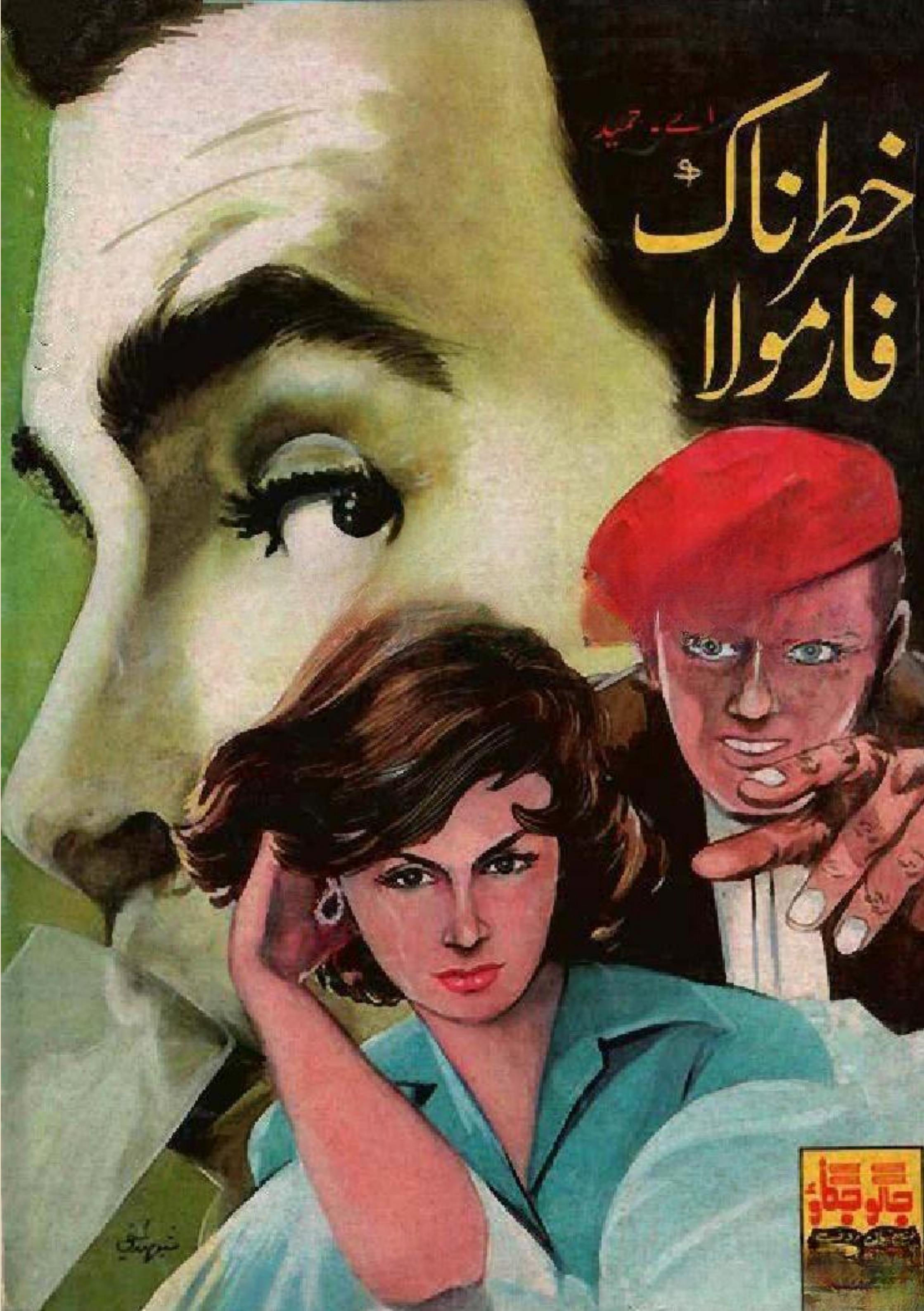

اے۔ حمید
خطرناک
فارمولا

خلائی ایڈونچر سیریز آٹھواں حصّہ

خطرناک فارمولا

اے حمید

نونہال ادب

ہمدرد فاؤنڈیشن پریس ، کراچی

مجلسِ ادارت

حکیم محمد سعید

مسعود احمد برکاتی

رفیع الزّماں زبیری

ناشر : ہمدرد فاؤنڈیشن پریس ، ہمدرد سنٹر ناظم آباد، کراچی

اشاعت : ۱۹۹۱

تعداد اشاعت : ۲۰۰۰

قیمت : ۱۰ روپے

نونہال ادب کی کتابیں "نہ نفع نہ نقصان" کی بنیاد پر شائع کی جاتی ہیں۔

پیش لفظ

تلاش اور جستجو انسان کی فطرت ہے۔ قرآن حکیم میں بار بار تاکید کی گئی ہے کہ اپنے چاروں طرف نگاہ ڈالو اور دیکھو اللہ تعالیٰ نے کیسی کیسی چیزیں پیدا کی ہیں۔ زمین، آسمان، چاند، سورج، ستارے اور سیّارے، پہاڑ اور دریا، چرند اور پرند، پھول اور پھل۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں انسان ہی وہ مخلوق ہے جسے عقل اور سمجھ عطا کی گئی ہے۔ اُسے چیزوں کو دیکھنے، سمجھنے اور پرکھنے کی قوّت اور صلاحیت دی گئی ہے تاکہ وہ کائنات کی بے شمار چیزوں سے، جو اُسی کے لیے پیدا کی گئی ہیں، فائدہ اُٹھائے اور وہ بُلند مقام حاصل کرے جو اس کا مقدّر ہے۔ اللہ کی عطا کی ہوئی صلاحیتوں سے کام لینے کے لیے علم حاصل کرنا ضروری ہے۔

علم سائنس ہے۔ بٹن دبا کر گھروں اور شہروں کو روشن کرنے سے لے کر چاند تک پہنچنے کا گُر ہمیں سائنس ہی نے سکھایا ہے۔ ایک چھوٹا سا حقیر بیج کیسا زبردست، تناور درخت بن جاتا ہے، پھولوں میں رنگ کہاں سے آتے ہیں، انسان غذا کیسے ہضم کرتا ہے، اُس کے بدن میں خُون کیسے دوڑتا ہے، بھاری بھر کم جہاز ٹنوں وزن لے کر سمندر میں ڈوبتے کیوں نہیں، دیو پیکر طیّارے ہوا میں کیسے اُڑتے چلے جاتے ہیں۔ چاند، سورج

اور سیّارے خلا میں کیسے گردش کر رہے ہیں۔ یہ سب ہم نے سائنس ہی کے ذریعہ سے جانا ہے۔ انسان سائنس ہی کے ذریعہ سے چاند پر پہنچا ہے، اُس کے بنائے ہوئے راکٹ ہمارے نظامِ شمسی کے آخری کناروں کو چھونے والے ہیں۔

اپنی دُنیا اور اپنی دُنیا سے باہر انسان کی یہ تلاش و جستجو مسلسل جاری ہے۔ سائنس کی ترقّی اُسے دم بہ دم آگے بڑھائے چلی جا رہی ہے۔ کل کی کہانیاں آج کی حقیقتیں بن چکی ہیں۔ سائنس فکشن انسان کی قدرت کے چھُپے ہوئے راز جاننے کی خواہش کا اظہار ہے۔ اُڑن کھٹولا ماضی کی سائنس فکشن تھا۔ آج یہ ہوائی جہاز کی شکل میں حقیقت ہے۔ جولیس ورن کی سمندر کی تہہ میں مسلسل تیرنے والی "ناٹیلس" اب ایک افسانہ نہیں ایٹمی آب روز کی شکل میں ایک زندہ حقیقت ہے۔ کون کہہ سکتا ہے آج کی سائنس فکشن کل کی حقیقت نہ بن جائے۔

جب تک انسان تلاش و جستجو کے عمل میں رہے اور علم حاصل کرتا رہے گا کہانیاں حقیقتیں بنتی رہیں گی۔

حکیم محمد سعید



خُفیہ وائرلیس سگنل

سکندرِ اعظم کے اس سوال پر عمران نے کہا:

"نکاٹور! اگر ہم نے بتا بھی دیا کہ ہم کون ہیں تو تمہیں یقین نہیں آئے گا۔ اس لیے یہ بات مت پوچھو کہ ہم کون ہیں۔ ایک بات خود تُم پر ثابت ہو گئی ہے کہ ہم مر نہیں سکتے۔ تُم بے شک شیبا کی گردن پر بھی تلوار کا وار کر کے دیکھ لو۔ وہ بھی نہیں مرے گی؟"

یہ بات ثابت ہو جانے کے بعد کہ ان دونوں میں سے کوئی نہیں مرے گا عمران کی باتوں میں بڑا اعتماد آ گیا تھا۔ سکندر نے جرنیل سیلوکس کی تلوار نیام سے کھینچ لی اور شیبا سے کہا :

"سامنے آؤ لڑکی۔"

شیبا پر تو لرزہ طاری ہو گیا۔ عمران نے اسے حوصلہ دیا۔

"شیبا! اللہ کا نام لے کر سامنے آ جاؤ۔ تلوار تمہارا کُچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔"

مگر شیبا کا حوصلہ نہیں پڑ رہا تھا۔ وہ وہیں اپنی جگہ پر کھڑی خوف سے کانپتی رہی۔ سکندر نے خود آگے بڑھ کر شیبا کی گردن پر تلوار کا بھرپور ہاتھ مارا۔ یہ تلوار بھی شیبا کی گردن سے ٹکرا کر دو ٹکڑے ہو گئی۔ اب شیبا کا حوصلہ بھی بڑھ گیا۔ اس نے چلّا کر کہا :

"اے سکندر تمہاری ساری طاقت ہمارے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔"

اچانک شیبا اور عمران کو محسوس ہوا کہ وہ یونانی زبان میں بات کر رہے ہیں اور وہ یونانی زبان سمجھ بھی لیتے ہیں۔ عمران نے شیبا سے اُردُو میں کہا۔

"ہمیں یونانی زبان کیسے آ گئی شیبا؟"

شیبا نے مُسکرا کر کہا۔

"یہ سب اللہ کا کرم ہے۔"

سیلوکس کی آنکھیں بھی حیرت کے مارے کُھلی تھیں۔ سکندر نے ٹوٹی ہوئی تلوار نیچے پھینک دی۔ اُس کے سُرخ و سفید چہرے پر غصّہ بھی تھا اور حیرت بھی۔ پھر اُس نے سیلوکس کی طرف متوجّہ ہو کر کہا۔ سیلوکس یہ

دونوں جادُوگر ہیں۔ اِن کے پاس کوئی جادُو ہے۔ اِنہیں آگ میں زندہ جلا دو۔ یہ بڑے خطرناک ایرانی جاسوس ہیں۔ اب یہ یونانی زبان بھی بولنے لگے ہیں۔ لے جاؤ اِن کو اور بھڑکتی آگ میں ڈال دو۔"

عمران میں اب بڑا حوصلہ آگیا تھا۔ اُس نے سکندر سے کہا:

"نکاٹور! تُم ہمیں آگ میں بھی ڈال دو تو ہم نہیں جلیں گے۔ تُم اتنی آگ جلا کر لکڑیاں کیوں ضائع کرتے ہو۔ یہیں فیصلہ ہو جاتا ہے کہ آگ ہم پر اثر نہیں کرے گی۔"

یہ کہہ کر عمران آگے بڑھا اور اُس نے لکڑی کے ستون کے ساتھ روشن مشعل اُتار کر اپنے ہاتھ میں پکڑی اور دوسرا ہاتھ آگ کے شعلے کے اُوپر رکھ دیا اور بولا:

"ابھی تُم پر یہ بات بھی ثابت ہو جائے گی کہ آگ ہم پر کوئی اثر نہیں کرے گی اور ہم تمہاری آگ میں سے بھی زندہ باہر نکل آئیں گے۔" سیلوکس اور سکندرِاعظم پھٹی پھٹی آنکھوں سے عمران کو تکنے لگے۔ آگ کا شُعلہ عمران کے ہاتھ کو چاٹ رہا تھا، مگر عمران کا ہاتھ بالکل نہیں جل رہا تھا۔ وہ اپنی جگہ پر قائم تھا۔ شعلہ اس کے ہاتھ سے ٹکرا کر اُوپر اُٹھ رہا تھا۔ شیبا بھی حیرت سے عمران کے ہاتھ کو تک رہی تھی جو بھڑکتے شُعلے میں بھی محفوظ تھا۔ عمران کو ذرا سی بھی تکلیف نہیں ہو رہی تھی۔ جب پانچ چھے منٹ گزر گئے اور مشعل کے شُعلے نے بالکل ہاتھ نہ جلایا تو سکندر کو بھی یقین ہو گیا کہ عمران جھوٹ نہیں کہہ رہا۔ اُس نے اپنا بازو اٹھا کر کہا:

"بس!"

سیلوکس نے عمران کے ہاتھ سے مُشکل لے لی۔ سکندر نے آگے بڑھ کر

عمران کے ہاتھ کو چھوا۔ عمران کا ہاتھ بالکل ٹھنڈا تھا۔ آگ نے اُس پر ذرا سا بھی اثر نہیں کیا تھا۔ سیلوکس نے مشعل ستون کے ساتھ لگا دی اور سکندر کی طرف متوجّہ ہوا۔

"نکاٹورا عظم! اگر یہ سب کُچھ جادُو ہے تو اس جادُو کا ہمارے پاس کوئی توڑ نہیں ہے۔"

سکندر نے عمران اور شیبا کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ دونوں بڑے اطمینان سے گدّے دار کُرسیوں پر بیٹھ گئے۔ سکندر بھی ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ سکندر نے عمران سے سوال کیا:

"تُم نے کہا تھا کہ تُم جانتے ہو کہ میری موت کب اور کہاں ہوگی۔ مُجھے بتاؤ میں کب اور کہاں مروں گا۔"

اِس پر شیبا کو بُوڑھے گال کی بات یاد آ گئی۔ اُس نے کہا تھا :

"شیبا بیٹی! اگر ہمارے زمانے کا کوئی آدمی اِس پرانے تاریخی دُور میں کسی طرح سے چلا جائے تو اسے چاہیے کہ وہ تاریخی واقعات میں دخل نہ دے۔ جس طرح تاریخ کے واقعات گُزرے ہیں اُنہیں اُسی طرح گزرنے دے۔ کیوں کہ اگر ایک شخص تاریخ میں میدانِ جنگ میں لڑتا ہوا مارا گیا تھا تو ہمیں اس آدمی کو یہ کہہ کر میدانِ جنگ میں جانے سے نہیں روکنا ہو گا کہ تُم نہ جاؤ مَر جاؤ گے۔ اگر وہ شخص تمہارے کہنے سے میدانِ جنگ میں نہ گیا اور وہاں مارا نہ گیا تو ساری تاریخ اُلٹ پلٹ ہو جائے گی۔ تاریخی دھارے کی ساری کڑیاں ٹوٹ پھوٹ جائیں گی اور اس کا اثر ہمارے زمانے پر بھی پڑے گا۔"

شیبا نے فوراً اُردُو زبان میں عمران سے کہا :

"عمران ہمیں تاریخی واقعات میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں۔ اِس طرح ساری تاریخ اور دُنیا کے سارے واقعات درہم برہم ہو جائیں گے اس شخص کو مت بتاؤ کہ ہم نے تاریخ کی کتابوں میں پڑھ لیا ہے کہ اس کی موت بابل میں ہوگی اور وہ نوجوانی میں ہی مر جائے گا۔ گال نے ہمیں ایسا کرنے سے منع کیا تھا۔"

عمران کو فوراً سمجھ آ گئی۔ سکندر کی طرف متوجّہ ہو کر بولا:

"نکاٹور! مُجھے افسوس ہے کہ میں تمہاری موت کے بارے میں تمہیں کُچھ نہیں بتا سکتا۔ یہ ایک راز ہے۔ میں اِس راز کو فاش نہیں کر سکتا۔ کیوں کہ یہ خُدائی راز ہے۔"

سکندر نے غصّیلی آواز میں کہا:

”مگر ابھی تُم نے کہا تھا کہ تُم میری موت کا وقت اور جگہ بتا سکتے ہو۔“ “

”ہاں میں بتا سکتا ہوں۔“ عمران بولا۔ ”مُجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تمہاری موت کیسے ہو گی؟ مگر میں ایسا نہیں کر سکتا۔ میں تمہیں تمہاری موت کا وقت اور جگہ نہیں بتا سکتا۔“

سکندر بے بس ہو گیا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ عمران کو زیادہ سے زیادہ موت کی دھمکی ہی دے سکتا ہے اور عمران موت کی زد میں نہیں تھا۔ اسے موت نہیں آ سکتی تھی۔ یہ سکندر نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا۔ تب سیلوکس نے عمران سے پوچھا۔

”کم از کم ہمیں یہی بتا دو کہ تُم کون ہو؟“

عمران نے جواب دیا۔

"اگر میں تُم لوگوں کو یہ بتاؤں کہ ہم دونوں بہن بھائی آج سے سوا دو ہزار سال آگے کے زمانے کے ایک اسلامی مُلک پاکستان سے آئے ہیں تو کیا تُم یقین کر لوگے؟"

سیلوکس اور سکندر ایک دوسرے کا مُنہ دیکھنے لگے۔ شیبا بولی:

"اے سکندر! ابھی تاریخ میں یونان کی فتوحات کا زمانہ ہے تمہارے بعد رومن لوگوں کے عروج کا زمانہ آئے گا۔ پھر صحرائے عرب سے اللہ کے پسندیدہ دین اسلام کا سورج طلوع ہو گا جس کی روشنی ساری دُنیا پر چھا جائے گی۔ ہر طرف اسلام کا بول بالا ہو گا۔ پھر ہندوستان کے مسلمان پاکستان کا نعرہ بُلند کریں گے اور پاکستان نام کا ایک اسلامی مُلک دُنیا کے نقشے پر ابھرے گا۔ ہم دونوں اسی ملک سے آئے ہیں۔"

سکندر اور سیلوکس کی سمجھ میں کُچھ نہیں آ رہا تھا۔ سیلوکس نے پوچھا:

”مگر تُم ۔ میرا مطلب ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص اگلے زمانے سے نکل کر پُرانے زمانے میں آجائے ۔ کیوں کہ ابھی تو اگلا زمانہ آیا ہی نہیں ۔ ابھی تو پرانا زمانہ ہی گزر رہا ہے ۔“

عمران نے ہنس کر کہا :

”سیلوکس ! تمہارے یونانی فلاسفروں نے علم و حکمت کی بہت سی کتابیں لکھی ہیں ، مگر وہ خلا اور کائنات کے علم سے ناواقف ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ تُم لوگوں کا زمانہ گُزر چکا ہے ۔ صرف ایسا ہے کہ تمہارے زمانے کے گزرے ہوئے واقعات کا عکس خلا میں سفر کر رہا ہے جس میں ہم کسی وجہ سے پہنچ گئے ہیں ۔“

سکندر بڑی دِل چسپی سے عمران کی باتیں سُن رہا تھا ۔ تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ سکندر کو علم سے بڑی دِل چسپی تھی اور یونان کا نامور فلسفی

ارسطو اس کا اُستاد تھا۔ اس نے سوال کیا۔

"اگر میں یہ بات مان لوں کہ تُم دونوں ہزاروں برس آگے گے زمانے سے آئے ہو تو اِس کا مطلب یہ ہو گا کہ تُم کو گزرے ہوئے سارے واقعات معلوم ہوں گے۔"

عمران مُسکرایا۔ کہنے لگا:

"کیوں نہیں۔ ہم نے تمہارے سارے تاریخی واقعات تاریخ کی کتابوں میں پڑھ رکھے ہیں۔"

سکندر نے پوچھا:

"اگر یہ بات ہے تو کیا تُم بنا سکتے ہو کہ ہمیں جنگ میں فتح ہو گی؟"

شیبا نے عمران کو کُچھ کہنے سے روک دیا۔ عمران بولا:

"میں یہ نہیں بتاؤں گا۔ مگر اتنا ضرور بتانا چاہتا ہوں کہ اے سکندر تُم مُلک پر مُلک فتح کرتے مُلک ہندوستان میں جاؤ گے۔ وہاں تمہارا مُقابلہ دریائے جہلم کے کنارے راجہ پورس سے ہو گا۔ راجہ پورس بڑی بہادری سے تمہاری فوج کا مُقابلہ کرے گا، مگر اس کے اپنے ہاتھی اسے دغا دے جائیں گے۔"

سکندر نے بے تابی سے پوچھا :

"پھر کیا ہو گا؟"

عمران نے شیبا کی طرف دیکھ کر اُردو زبان میں کہا :

"شیبا اتنا بتا دینے سے تاریخی واقعات میں کوئی خلل نہیں پڑے گا۔ کیوں کر سکندر تو ساری دُنیا فتح کرنے کے لیے نکلا ہوا ہے۔" پھر اس نے سکندر

سے کہا :

"اے سکندر! میں یہ باتیں تمہیں صرف اِس لیے بتا رہا ہوں تاکہ تُم پر ثابت ہو جائے کہ ہم اگلے زمانے سے آئے ہیں اور ہمیں آنے والے سارے تاریخی واقعات کا علم ہے۔ سُنو! شکست کے بعد راجہ پورس کو تمہارے سامنے لایا جائے گا۔ تُم اُس سے پوچھو گے کہ اے پورس! تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ اس کے جواب میں راجہ پورس ایک تاریخی جملہ کہے گا۔"

"وہ جملہ کیا ہو گا؟" سیلوکس نے پوچھا۔

عمران نے کہا :

"میں یہ تاریخی جملہ آپ لوگوں کو بتاؤں گا نہیں۔ بلکہ کاغذ پر لکھ کر لفافے

میں بند کر کے اس پر شاہی مُہر لگوا کر امانت کے طور پر سکندرِ اعظم کے پاس رکھوا دوں گا۔ یہ لفافہ اس وقت کھولا جائے گا جب راجہ پورس سکندر کو اپنا تاریخی جملہ کہہ چکا ہو گا۔ پھر تُم لوگ میرا یہ کاغذ نکال کر دیکھو گے اور تمہیں یہاں وہی جملہ لکھا ہوا ملے گا جو راجہ پورس نے بولا ہو گا۔ پھر تمہیں ہمارے بیان کی سچّائی پر کوئی شک نہیں رہے گا۔"

سکندر نے اُسی وقت کاغذ قلم منگوا کر عمران کو دیا۔ عمران نے ایک طرف ہو کر یونانی زبان میں کاغذ پر راجہ پورس کا یہ تاریخی جملہ لکھ دیا کہ "اے سکندر! میرے ساتھ وہی سلوک کرو جو ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ کے ساتھ کرتا ہے۔" عمران نے کاغذ تہہ کر کے لفافے میں ڈالا اور سکندر کے حوالے کرتے ہوئے کہا:

"میں آپ ایسے ایک بہادر جرنیل سے یہی توقّع کرتا ہوں کہ آپ اس

لفافے کو راجہ پورس کے دربار میں میرے سامنے کھولیں گے۔"

سکندر نے کہا۔ "جوپیٹر کی قسم! اِس لفافے کو راجہ پورس کے دربار میں ہی کھولا جائے گا۔"

سکندر نے سیلوکس کو اشارہ کیا۔ سیلوکس ایک چھوٹا صندوقچہ لے آیا جس پر ہاتھی دانت کا کام کیا ہوا تھا۔ سکندر نے لفافے پر لال سے اپنی شاہی انگوٹھی کی مُہر لگائی اور اسے صندوقچی میں بند کر کے تالا لگا دیا اور چابی عمران کو دیتے ہوئے کہا۔

"یقین کرو یہ صندوقچہ اب تُم اپنے ہاتھوں سے راجہ پورس کے دربار میں ہی کھولو گے۔"

عمران اور شیبا کو سکندر اعظم نے اپنی فوج کے ساتھ ہی رکھا۔ سکندر اِن

دونوں کی باتوں سے بڑا متاثر ہوا تھا۔ اُسے یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ اگر یہ دونوں نوجوان بہن بھائی اگلے زمانے سے نہیں آئے تو اِن کے پاس زبردست جادُو، طِلسم ہے جس کے اثر سے اِن پر موت نہیں آئی۔ کوئی تیر، تلوار، نیزہ اور آگ اثر نہیں کرتی۔ سکندر نے عمران اور شیبا کو اپنا قیدی نہیں بنایا تھا بلکہ اُن کے ساتھ مہمانوں جیسا سلوک کیا جاتا تھا۔ عمران اور شیبا بھی مطمئن تھے۔ اُن کو کہیں اور تو جانا نہیں تھا۔ اُن کی کوئی منزل بھی نہیں تھی۔ بس اب تو صرف ایک ہی خواہش تھی کہ کوئی ایسا بندوبست ہو کہ وہ تاریخ کے پرانے زمانے سے نکل کر واپس پاکستان پہنچ جائیں جو اُنہیں کافی مُشکل نظر آتا تھا۔ وہ جس زمانے میں آ گئے تھے وہ سائنس کے اعتبار سے غیر ترقّی یافتہ زمانہ تھا۔ یہاں اُنھیں کوئی ایسا سائنس داں کہاں مل سکتا تھا جو اِن دونوں کو کسی خلائی جہاز میں بِٹھا کر ۱۹۹۱ء کے

زمانے میں پہنچا دے۔

ایران کے شہنشاہ دارا کے ساتھ سکندرِاعظم کی زبردست جنگ ہوئی۔ اِس جنگ میں دارا مارا گیا۔ سکندر نے دارا کے محل پر قبضہ کرلیا، لیکن سکندر نے لوگوں کے ساتھ بڑا اچھّا سلوک کیا جس سے رعایا اس کی گرویدہ ہوگئی۔ ایران کی فتح کے بعد سکندر ہندوستان کی طرف روانہ ہوگیا۔ شیبا کو بڑی خُوشی ہوئی۔ وہ عمران سے کہنے لگی:

"عمران! تاریخ کی کتابوں میں ہم نے پڑھا ہے کہ سکندر کی فوجیں بلوچستان سے ہوتی ہوئیں دریائے سندھ کو عبور کرکے پوٹھوہار کے علاقے میں داخل ہوئی تھیں۔ اِس کا مطلب ہے کہ ہم اپنے پیارے بلوچستان کو دیکھیں گے۔"

عمران نے کہا:

”لیکن یہ بلوچستان تو بہت پہلے کا بلوچستان ہو گا۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سے تین سو سال پہلے کا بلوچستان۔ “

”جو کُچھ بھی ہو گا ہمارے اپنے وطن کی خوش بُو تو ہو گی۔“ شیبا نے خُوشی کے ساتھ کہا۔

سکندرِ اعظم کا یونانی لشکر ایران سے نکل کر بلوچستان اور درّہ خیبر سے ہوتا ہوا پوٹھوہار کے علاقے میں پہنچ گیا۔ شیبا اور عمران بھی فوج کے ساتھ تھے۔ بلوچستان میں کہیں کہیں قبیلے آباد تھے۔ درّہ خیبر کا نقشہ بھی کُچھ اور تھا۔ ٹیکسلا کے راجہ امبی نے سکندر کی اطاعت قبول کر لی۔ اب سکندر نے راجہ پورس کے شہر پر حملے کے لیے دریائے جہلم کے کنارے خیمے لگا لیے۔ ایک رات یونانی فوجوں نے دریا پار کیا اور راجہ پورس کے شہر پر حملہ کر دیا۔ گھمسان کی جنگ ہوئی۔ راجہ پورس کی فوجیں بڑی بہادری سے

لڑیں، مگر سکندر کے پاس قلعے کی دیواریں توڑنے والی مشینیں تھیں۔ قلعے کی دیوار میں شگاف پڑ گئے۔ راجہ پورس صُبح کے وقت ہاتھیوں کو ساتھ لے کر قلعے سے نکل آیا اور سکندر کی فوجوں پر ٹُوٹ پڑا، مگر یونانی سپاہیوں کے نیزوں اور تیروں سے راجہ پورس کے ہاتھی بوکھلا گئے اور گھوم کر اپنی ہی فوج کے سپاہیوں کو کُچلنے لگے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ راجہ کی فوجوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ سکندر نے یہ دیکھ کر ایک بھرپور حملہ کیا اور قلعے میں داخل ہوگیا۔

راجہ پورس کو شکست ہوئی۔ سکندر نے راجہ کے محل پر قبضہ کرلیا۔ سکندر نے دربار سجایا اور راجہ پورس کو طلب کیا۔ اس وقت عمران اور شیبا بھی سکندر کے قریب ہی موجود تھے سیلوکس بھی وہیں تھا۔ سکندر نے وہ صندوقچی منگوا کر اپنے پاس رکھ لی تھی جس میں عمران نے راجہ پورس کا

جملہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر ڈال رکھا تھا۔ یہ وہ جملہ تھا جو اُس نے اپنی تاریخ کی کتاب میں پڑھا تھا۔ سکندر نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا :

"عمران اب تیری سچّائی کا امتحان ہے۔"

عمران مُسکرا کر چُپ ہو گیا۔ اتنے میں اونچا لمبا، جوان اور خوب صورت راجہ پورس دربار میں حاضر ہوا۔ اس کی بڑی رُعب دار مونچھیں تھیں اور وہ جہلمی لوگوں کی طرح دراز قد تھا۔ سکندر نے راجہ پورس سے سوال کیا :

"پورس! بتاؤ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟"

راجہ پورس نے گردن اونچی کی اور بڑے باوقار انداز میں کہا : "اے سکندر! مُجھ سے وہی سلوک کیا جائے جو ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ کے ساتھ کرتا ہے۔"

سکندرِ اعظم نے عمران کی طرف دیکھا اور جرنیل سیلوکس سے کہا۔

"سیلوکس !صندوقچی کھول کر دیکھو۔ عمران نے اِس میں کیا لکھا تھا۔"

سیلوکس نے اُسی وقت صندوقچی کھول کر لفافہ باہر نکالا۔ اُس کی شاہی مُہر توڑی اور اُس کے اندر رکھا ہوا کاغذ کھول کر پڑھا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے۔ اُس نے کاغذ سکندر کے حوالے کر دیا۔ کاغذ پر عمران نے وہی جملہ لکھا تھا جو راجہ پورس نے بولا تھا۔ یعنی "مُجھے سے وہی سلوک کیا جائے جو ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ کے ساتھ کرتا ہے۔" سکندرِ اعظم دنگ ہو کر رہ گیا۔ اُس نے کاغذ تہہ کر کے سیلوکس کو واپس کیا اور راجہ پورس سے کہا۔

"اے دلیر راجہ! ہم تمہاری بہادری سے بڑے خوش ہوئے ہیں۔ ہم تمہیں تمہاری سلطنت اور محل واپس کرتے ہیں۔"

سکندر تخت چھوڑ کر محل کے خاص کمرے میں آ گیا۔ عمران، شیبا اور سیلوکس اس کے ساتھ تھے۔ کمرے میں آتے ہی سکندر نے عمران کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور بولا :

"عمران !کیا تُم ہمیں یہ جادُو سکھا سکتے ہو؟"

عمران نے مُسکرا کر کہا۔

"نکاٹورا عظم !یہ کوئی جادُو نہیں ہے۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ ہم تاریخ کے آگے کے زمانے سے آئے ہیں اور راجہ پورس کا یہ فقرہ تاریخ کی کتابوں میں موجود ہے۔"

سکندرِ اعظم ایک دم غضب میں آگیا۔ اس نے گرج دار آواز میں کہا۔

"تو تُم اس جادُو کا راز بتانے سے انکار کرتے ہو؟"

عمران بولا۔ ”یہ کوئی جادُو نہیں ہے۔“

سکندرِ اعظم کا پارہ چڑھ گیا تھا۔ اس نے فوراً حُکم دیا کہ عمران اور شیبا کو زنجیروں میں جکڑ کر قید میں ڈال دیا جائے۔ اُنہیں کُچھ کھانے پینے کو نہ دیا جائے۔ یہ اپنے آپ طِلسمی راز بتا دیں گے۔ اُسی وقت عمران اور شیبا کو زنجیریں ڈال کر سپاہی کھینچتے ہوئے لے گئے اور شاہی محل کے نیچے ایک تنگ و تاریک کوٹھڑی میں بند کر دیا۔

کُچھ دیر کے لیے ہم عمران اور شیبا کو سکندرِ اعظم کی قید میں چھوڑتے ہیں اور واپس اپنی دُنیا میں آتے ہیں اور معلوم کرتے ہیں کہ اوٹان سیّارے کی مخلوق سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رابطہ کٹ جانے کے بعد زمین پر آئی ہوئی جلاوطن خلائی مخلوق کس حال میں ہے۔

یہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ خلائی چیف شوگن جنوبی امریکا کے مُلک برازیل کے

زیرِ زمین خلائی مرکز سے نکل کر پاکستان میں پرانے قبرستان والے خُفیہ خلائی مرکز میں پہنچ گیا تھا۔ اُس کے بعد گارشا نے انسپکٹر شہباز کی مدد سے اس خُفیہ خلائی مرکز کو ہمیشہ کے لیے تباہ کر دیا۔ اس وقت شوگن خُفیہ خلائی مرکز کے سب سے نچلے تہہ خانے میں چھُپ گیا تھا۔ اُوپر والے کمروں کی ساری لیبارٹریز پولیس نے تباہ کر دی تھیں۔ گارشا اور ڈاکٹر شہباز اپنی طرف سے خلائی مخلوق کے پرانے قبرستان والے ٹھکانے کو تہس نہس کر کے واپس چلے گئے تھے۔ گارشا کو یہ علم نہ ہو سکا تھا کہ شوگن خلائی مرکز کے اندر زمین کے نیچے ہنگامی تہہ خانے میں موجود تھا۔ جہاں سے اُس نے برازیل میں اپنے خلائی ساتھی مارگن کو وائرلیس پر یہ خبر پہنچا دی تھی کہ پرانے قبرستان والا خلائی ٹھکانہ گارشا نے تباہ کر دیا ہے۔ خلائی لاش پہلے ہی ہلاک کر دی گئی۔ شوگن نے برازیل والے خُفیہ خلائی مرکز میں مارگن کو یہ

بھی کہا تھا کہ وہ ہوشیار رہے۔ اُسے کسی بھی وقت یہاں بُلایا جا سکتا ہے۔ اِس کے علاوہ مارگن اور شوگن نے قسم کھائی تھی کہ وہ گارشا سے اپنی تباہی کا زبردست بدلہ لیں گے اور اُسے تڑپا تڑپا کر مارا جائے گا شوگن کے پاس فارمولا نمبر ۸ موجود تھا جس کی وجہ سے وہ گارشا کو ہلاک کر سکتا تھا۔ کیوں کہ خلائی مخلوق اتنی آسانی سے ہلاک نہیں کی جا سکتی تھی۔ لیکن مُشکل یہ تھی کہ گارشا فارمولا نمبر ۸ کا راز جانتی تھی۔ وہ اس کا توڑ تیّار کر سکتی تھی۔

ہم پیچھے خلائی مخلوق شوگن کو اِس حالت میں چھوڑ کر آئے تھے کہ وہ پرانے قبرستان والی خُفیہ لیبارٹری کے ملبے کے نیچے زمین کے اندر بچی ہوئی آخری کوٹھڑی میں بیٹھا غور و فکر کر رہا تھا کہ اُسے کون سا ایسا خطرناک خُفیہ منصوبہ تیّار کرنا چاہیے کہ وہ گارشا سے اِنتقام لے سکے اور اُسے ہمیشہ کے لیے موت کے گھاٹ اُتار دے تاکہ اِس کے بعد وہ اور مارگن مل کر اِس دُنیا

کے لوگوں پر بڑے بڑے شہروں میں دھماکے کرنا شروع کریں اور یُوں اِس مُلک کے لوگوں سے بھی اپنے سیّارے سے بچھڑ جانے اور طوطم چیف کے ہلاک کیے جانے کا بدلہ لیں۔

کافی سوچ بچار کے بعد شوگن نے اپنے خلائی ساتھی مارگن کو برازیل وائرلیس پر کہا کہ وہ اس کے پاس آ جائے۔ مارگن نے اُسی رات سفر شروع کر دیا۔ ایک دِن اور ایک رات کا ہوائی جہاز کا سفر تھا۔ برازیلیہ سے اُس نے دوسرا جہاز پکڑا اور لندن کے لیے روانہ ہو گیا۔ وہ اگرچہ خلائی مخلوق تھا، مگر اُس کی شکل میں اور ہماری دُنیا کے انسانوں کی شکل میں سوائے اِس کے کوئی فرق نہیں تھا کہ خلائی مخلوق کی آنکھوں میں چمک زیادہ تھی۔

جہاز گِرنے لگا

خلائی آدمی مارگن نے لندن سے پاکستان کے لیے دوسرا جہاز پکڑا۔ وہ اِس حساب سے سفر کر رہا تھا کہ پاکستان رات کے وقت پُہنچے تاکہ پرانے قبرستان والے خُفیہ تہہ خانے میں رات کے اندھیرے میں ہی پہنچ جائے۔ لندن سے جہاز روانہ ہوا تو اس میں کافی مسافر بیٹھے تھے۔ جہاز ابھی لندن سے اُڑا ہی تھا کہ اُس میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی جہاز ڈگمگانے لگا۔

مسافروں کے رنگ اُڑ گئے۔ عورتیں چیخنے لگیں۔ ائیر ہوسٹس نے اُنھیں حوصلہ دیتے ہوئے کہا :

"اپنی اپنی سیٹ بیلٹ باندھ لیں۔ فکر کی کوئی بات نہیں۔ ابھی پرواز ہموار ہو جائے گی۔"

مگر جہاز زیادہ ہچکولے کھا رہا تھا۔ پھر وہ ایک طرف کو جھُک گیا۔ جیسے ِگر رہا ہو۔ مسافروں میں چیخ و پکار مچ گئی۔ خلائی آدمی مارگن اپنی سیٹ پر بیٹھا یہ سب کُچھ دیکھ رہا تھا۔ وہ مطمئن تھا کیوں کہ جہاز کریش ہونے کی صورت میں بھی وہ مَر نہیں سکتا تھا۔ وہ تو صرف خلائی لیزر گن کے شُعلے سے ہی بھسم ہو سکتا تھا۔ جب جہاز بالکل ہی ِگرنے والا ہو گیا اور نیچے ہی نیچے جانے لگا تو مارگن اپنی سیٹ سے اُٹھا اور شور مچاتے مسافروں کے درمیان سے گُزر کر کاک پٹ کی طرف چلا یعنی جہاں دونوں ہوا باز بیٹھے تھے۔ ائیر ہوسٹس

نے اُسے روکا تو۔ مارگن نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

"میڈم میں جہاز کو بچا سکتا ہوں۔"

اور یہ کہہ کر وہ دوڑ کر کاک پٹ میں پہنچ گیا۔ کاک پٹ میں دونوں ہوا باز گھبرائے ہوئے تھے اور وائرلیس پر مَے ڈے، مَے ڈے چلّا رہے تھے۔ مَے ڈے کا سگنل اُسی وقت دیا جاتا ہے جب جہاز کو ہنگامی صورت حال میں مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ مارگن خلائی ہوا باز تھا۔ اُس کے سامنے ہمارے خلائی جہاز کی مشینری بڑی معمولی حیثیت رکھتی تھی۔ ہوا بازوں نے مارگن کو دیکھ کر اُسے باہر نکل جانے کو کہا۔ مارگن نے ایک سیکنڈ میں مشینری پر نگاہ ڈال کر معلوم کرلیا کہ خرابی کہاں پر پیدا ہوگئی ہے۔ اُس نے ہوا بازوں کی کوئی پروانہ کی اور آگے بڑھ کر ایک خاص ڈائل کے شیشے کو اُنگلی مار کر توڑا اور اُس کی حرکت کرتی ہوئی سوئیوں کو وہیں روک

دیا۔ اِس کے بعد مارگن نے بڑی تیزی سے دوسرے کئی پرزوں کے بٹن دبائے جہاز ایک دم سیدھا ہوگیا۔ اس کے ہچکولے اور جھٹکے بند ہو گئے۔

دونوں ہواباز کبھی اپنی مشینری اور کبھی مارگن کی طرف حیرانی سے تکنے لگے۔ مارٹن نے مُسکرا کر کہا۔

"میں نے تُم سب کو مرنے سے بچا لیا ہے۔"

ائیرہوسٹس مارگن کے پیچھے کھڑی تھی۔ اس کے دِل میں مارگن کے لیے بڑے احترام کے جذبات پیدا ہو چکے تھے کیوں کہ اس شخص نے اَن گِنت مسافروں، بچّوں اور عورتوں کی جانیں بچا لی تھیں۔ ہواباز اور ائیرہوسٹس نے مارگن کا شکریہ ادا کیا، مگر وہ کوئی جواب دیے بغیر کاک پٹ سے نکل کر اپنی سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ مسافروں میں بھی خُوشی کی لہر دوڑ گئی تھی۔

مارگن نے یہ کام مسافروں کی جانیں بچانے کے لیے نہیں کیا تھا۔ وہ تو زمین کی مخلوق کا دُشمن تھا۔ بات صرف اتنی تھی کہ جہاز کریش ہو جانے کی صورت میں مارگن کو شوگن کے پاس پہنچنے میں دیر ہو جاتی۔ پھر نہ جانے اُسے کہاں سے کون سی سواری ملتی اور وہ کب شوگن کے پاس پاکستان پہنچتا۔ بس شوگن کے پاس جلدی پہنچنے کے لیے مارگن نے جہاز کو کریش ہونے سے بچا لیا تھا۔

وہ اپنی سیٹ پر خاموش بیٹھا تھا کہ ائیر ہوسٹس اس کے لیے اسکواش کا گلاس ٹرے میں رکھ کر لائی اور مُسکرا کر بولی۔

"یہ جہاز کے کپتان نے آپ کے لیے بھجوایا ہے۔"

مارگن نے اسکواش کا گلاس اُٹھایا اور خاموشی سے پینے لگا۔ ائیر ہوسٹس نے کہا:

”میرا نام تانیا ہے۔ کیا آپ بھی پائیلٹ ہیں؟“

مارگن نے یوں ہی کہہ دیا، ”ہاں۔ مگر میں خلا میں جہاز چلاتا ہوں۔“

ائیر ہوسٹس نے اِسے مذاق سمجھا اور مُسکرا کر چلی گئی۔ آدھی رات کے وقت جہاز کراچی پہنچا۔ مارگن جہاز سے اُترنے لگا تو ائیر ہوسٹس نے اسے اپنا کارڈ دے کر کہا:

”اگر وقت ملے تو ہمارے گھر ضرور تشریف لائیں۔ میرے ڈیڈی ممّی کو آپ سے مل کر خُوشی ہوگی۔“

مارگن نے اُس کا کارڈ جیب میں رکھ لیا۔ کیوں کہ اسے اس ائیر ہوسٹس سے کوئی دِل چسپی نہیں تھی۔ وہ تو ایک خاص مقصد لے کر کراچی آیا تھا۔ ائیر پورٹ سے نکل کر مارگن سیدھا پرانے قبرستان کی طرف روانہ ہوگیا۔

رات کا اندھیرا چاروں طرف چھا رہا تھا۔ فضا میں موت کا سنّاٹا طاری تھا۔
مارگن کو معلوم تھا کہ پرانا قبرستان کہاں پر ہے۔ شوگن قبرستان کے شکستہ
دروازے کی ڈیوڑھی میں اُس کی راہ دیکھ رہا تھا۔ دونوں خلائی دوستوں نے
ایک دوسرے سے ہاتھ ملایا۔ شوگن اُسے ٹیلے کے خُفیہ راستے سے لے
کر چھوٹے سے شگاف میں سے گزار کر زمین کے نیچے ہنگامی تہ خانے کی
کوٹھڑی میں لے آیا۔ مارگن نے کہا :

"شوگن گارشا نے تو ہماری لیبارٹری کو پوری طرح سے تباہ کر دیا ہے۔
یہاں سوائے اِس تہ خانے کے کُچھ بھی نہیں بچا۔"

"ہاں۔" شوگن بولا۔ "اگر یہ تہ خانہ ہماری زمین کے کافی نیچے جا کر نہیں
ہوتا تو یہ بھی تباہ ہو گیا ہوتا اور اب وہ ہمیں تباہ کرنے کی فکر میں ہو گی۔
مُجھے یقین ہے کہ اسے پتا چل گیا ہو گا کہ ہم ابھی زندہ ہیں۔"

مارگن نے کہا۔ "لیکن اُسے یہ معلوم نہیں ہوگا کہ ہم یہاں اُس کے شہر میں ہیں۔ وہ تو یہی سمجھ رہی ہوگی کہ ہم برازیل میں ہیں۔"

شوگن کہنے لگا۔ "ایک حقیقت سے وہ بھی باخبر ہے کہ اپنے سیّارے اوٹان سے رابطہ کٹ جانے کے بعد ہمارے خلائی جسموں سے نکلنے والی خاص ایٹمی شعاعوں کا دائرہ محدود ہوتا جا رہا ہے۔ اِس وقت یہ شُعاعیں ہمارے جسم سے نکل کر صرف تیس پینتیس گز تک ہی جاتی ہیں۔ ورنہ اُس نے اِن شُعاعوں کی مدد سے ہمارا اور ہم نے گارشا کا سُراغ لگا لیا ہوتا۔"

مارگن بولا۔ "گارشا پر آگ بھی اثر نہیں کرتی۔ جس طرح ہم پر بھی آگ کا اثر نہیں ہوتا۔ اِس دُنیا میں زیادہ دیر رہنے کی وجہ سے کُچھ کیمیاوی ردِّ عمل بھی ہوا ہے جس کے بعد اب لیزر گن کی شُعاع بھی ہمارا کُچھ نہیں بگاڑ سکتی۔"

شوگن کہنے لگا۔ "میں یہ سب کُچھ جانتا ہوں۔ ہم صرف اِسی صورت میں

گارشا کو ہلاک کرسکتے ہیں کہ اُسے لوہے یا سیمنٹ کے پائپ میں بند کر دیا جائے۔ اِس حالت میں وہ صرف آدھ گھنٹہ زندہ رہ سکے گی۔ پائپ کی دیوار میں قریب ہونے کی وجہ سے وہ اپنی پوری طاقت کو استعمال بھی نہیں کرسکے گی۔"

مارگن نے سوال کیا۔ "مگر گارشا کے پاس لیزرگن ہے جسے وہ ہر وقت ساتھ رکھتی ہوگی۔ اِس گن کے فائر سے وہ لوہے یا سیمنٹ کے پائپ کو توڑ سکتی ہے۔"

شوگن نے کہا۔ "ہمیں اِس بات کا خیال رکھنا ہوگا کہ گارشا کو جس وقت پائپ میں بند کیا جائے اُس وقت اُس کے پاس لیزرگن نہ ہو۔"

مارگن بولا۔ "مگر سب سے پہلے ہمیں یہ پتا کرنا ہوگا کہ گارشا اِس شہر میں کہاں چھُپی ہوئی ہے۔"

ڈاکٹر سُلطانہ کی کوٹھی کا بھی ہمیں سُراغ لگانا ہو گا۔ ہم سُلطانہ کو اغوا کر کے اُسے اپنے مقصد کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔ شوگن نے رائے ظاہر کی۔

مارگن کو اچانک ائیر ہوسٹس تانیا کا خیال آگیا۔ وہ کہنے لگا۔ "اگر ہمیں کسی عورت سے ہی یہ کام لینا ہے تو اس وقت اسی شہر میں ایک ائیر ہوسٹس موجود ہے.جس نے مُجھے اپنے گھر اپنے ڈیڈی ممّی سے ملنے کی دعوت بھی دی ہے۔ اس کا نام تانیا ہے۔"

پھر مارگن نے شوگن کو جہاز کی مشینری خراب ہونے والا سارا واقعہ سُنا دیا۔ شوگن کُچھ سوچ کر بولا:

"ٹھیک ہے۔ ہم اس ائیر ہوسٹس تانیا سے کام لے سکتے ہیں۔ سُلطانہ کا سُراغ لگانا مُشکل کام تو نہیں، لیکن سُلطانہ پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا، تُم ایسا

کروکہ ائیر ہوسٹس تانیا سے آج ہی ملواور اُسے ساتھ لے کر یہاں آجاؤ۔"

مارگن نے کہا۔ "شوگن! ہمیں سب سے پہلے یہ ٹھکانا بدلنا ہوگا۔ یہاں کسی عورت کو ہوش و حواس کی حالت میں لانا مُشکل ہے، ویسے بھی یہ جگہ گارشا اور پولیس کی نظر میں ہے۔ یہ لوگ کسی بھی وقت یہاں حملہ کر سکتے ہیں۔"

"تُم نے ٹھیک کہا۔" شوگن بولا۔ "ہم آج ہی یہ جگہ تبدیل کر دیں گے۔ اِسی شہر کے باہر سمندری چٹّانوں کے ویران علاقے میں ایک قُدرتی غار میری نگاہ میں ہے۔ ہم وہاں چلے جائیں گے۔ ائیر ہوسٹس تانیا کو وہاں تُم سمندر کی سیر کے بہانے بھی لا سکتے ہو۔ جب وہ یہاں تک آجائے گی تو اُسے قابو کرنا آسان ہوگا۔"

مارگن نے پوچھا۔ "تانیا سے ہم کیا کام لیں گے چیف؟"

شوگن کا چہرہ سنجیدہ تھا۔ کہنے لگا :

”یہ میں تمھیں بعد میں بتاؤں گا۔ تُم صُبح ہوتے ہی تانیا کے مکان پر جاؤ۔ کیا تمھیں اس کے مکان کا پتا ہے ؟“

مارگن نے جیب سے ائیر ہوسٹس تانیا کا کارڈ نکال کر دیکھا اور بولا۔

”یہ ہے اُس کا ایڈریس۔“

شوگن نے کارڈ پر لکھا ہوا ائیر ہوسٹس کا نام اور گھر کا پتا پڑھا اور بولا :

”ٹھیک ہے۔ چلو دِن نکلنے سے پہلے یہاں سے کوچ کر جاتے ہیں۔“

اُنھوں نے چھوٹا ریڈیو ٹرانسمیٹر اور اس ہنگامی تہہ خانے میں رکھی ہوئی خلائی سائنس سے متعلّق مختصر اور ضروری چیزیں ایک تھیلے میں ڈالیں اور باہر پرانے قبرستان کے ٹیلوں میں نکل آئے۔ ابھی رات کا اندھیرا اُسی

طرح چھایا ہوا تھا۔ پرانے قبرستان سے گزرتے ہوئے وہ شہر سے باہر جانے والی سڑک پر آ کر رُک گئے۔ شوگن نے پیچھے ایک نظر ڈالی۔

"ایک گاڑی آ رہی ہے۔ ہم اس گاڑی کو اپنے استعمال میں لا سکتے ہیں۔ ہم صرف لفٹ مانگیں گے۔ گاڑی میں جو بھی بیٹھا ہے اُسے ہلاک نہیں کریں گے ابھی اُس کی ضرورت نہیں ہے۔"

گاڑی کی روشنی سڑک پر اُن کے قریب آتی جا رہی تھی۔

خلائی جاسوسہ

شوگن نے مارگن سے کہا:

"زمین پر مُردہ بن کر لیٹ جاؤ۔ جلدی کرو گاڑی قریب آ رہی ہے۔"

مارگن اُسی وقت سڑک کے کنارے زمین پر اِس طرح لیٹ گیا جیسے مُردہ ہو۔ شوگن سڑک کے درمیان میں آ گیا۔ گاڑی کی روشنی اُس پر پڑی تو اُس نے دونوں ہاتھ اُٹھا دیے۔ یہ گاڑی ایک ٹرک تھا جس کا ڈرائیور مُنہ

اندھیرے سمندر کے کنارے ریت لینے جا رہا تھا۔ ڈرائیور نے فوراً بریک لگا دیے اور کھڑکی میں سے سر باہر نکال کر کرخت لہجے میں بولا:

"کیا ہو گیا ہے؟ کیا مرنے کا ارادہ ہے؟"

شوگن نے ڈرائیور کے قریب آ کر کہا:

"میرا دوست اچانک مر گیا ہے۔ اِس کو گھر لے جانا ہے۔ ہمیں لِفٹ دے دو۔"

ڈرائیور نے ایک نظر سڑک کے کنارے پڑی "لاش" پر ڈالی۔ پھر سر کھڑکی کے اندر کر لیا اور بولا:

"اللہ جانے کیا بات ہے۔ میں پولیس کے چکّروں میں نہیں پڑنا چاہتا۔ کوئی دوسری گاڑی دیکھو۔ پیچھے گاڑیاں آ رہی ہیں۔ یہ کہہ کر ڈرائیور نے بریک



پر سے پاؤں ہٹا لیا اور آگے بڑھا دیا۔ شوگن جانتا تھا کہ دِن نکلنے والا ہے۔ وہ رات کے اندھیرے میں سمندری چٹّانوں میں پہنچنا چاہتا تھا۔ اُس نے جب دیکھا کہ ڈرائیور ٹرک لے کر جا رہا ہے تو جیب سے لیزر گن نکال کر ڈرائیور پر فائر کر دیا۔ سفید شُعاع گن میں سے نکل کر ڈرائیور پر پڑی اور وہ وہیں اپنی سیٹ پر جل کر بھسم ہو گیا۔ اُس کا جسم بخارات بن کر اُڑ گیا۔ مارگن سڑک پر سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ دونوں ٹرک میں بیٹھ گئے اور ٹرک سمندر کی طرف روانہ ہو گیا۔

دو تین میل کے بعد سمندری چٹّانوں کا سِلسِلہ شروع ہو گیا۔ یہ جگہ بالکل ویران اور غیر آباد تھی۔ دُور دُور تک کوئی آبادی نہیں تھی۔ چٹّانیں سمندر کے اندر تک چلی گئی تھیں۔ بعض چٹّانیں چھوٹے پہاڑی ٹیلوں جیسی تھیں۔ شوگن اِس جگہ سے واقف تھا۔ اس نے ٹرک سمندر کے پانی میں

لے جا کر روک دیا۔ دونوں ٹرک سے باہر آ گئے۔ اِس کے بعد شوگن نے اپنی لیزر گن کا ٹرک پر فائر کر دیا۔ ٹرک میں ہلکا سا دھماکا ہوا اور ٹرک ایک سیکنڈ کے لیے شُعلے کی طرح بھڑکا اور پھر ایسے غائب ہو گیا جیسے وہاں کبھی کوئی ٹرک موجود ہی نہیں تھا۔ ٹرک کا سارا ڈھانچہ بھاپ بن کر اُڑ گیا تھا۔ اِس کام سے فارغ ہو کر شوگن تھیلا کاندھے پر رکھے چٹّانوں کی طرف بڑھا۔ سمندر میں کافی آگے جا کر وہ ایک چٹّان کے شگاف میں داخل ہوا۔ مارگن اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ یہ شگاف تنگ تھا۔ مگر اندر تھوڑا کشادہ یعنی کھُلا ہو گیا تھا۔ چھت میں سے بڑے بڑے پتھرّوں کی نوکیں باہر نکلی ہوئی تھیں۔ کہیں کہیں سے پانی بھی ٹپک رہا تھا۔ ایک غار نما راستہ بڑے بڑے پتھرّوں کے درمیان گھومتا ہوا آگے چلا گیا تھا۔ ایک جگہ غار بند ہو گیا۔ سامنے پتھرّ کی دیوار آ گئی۔

مارگن بولا۔ "کیا ہمیں یہاں اپنا ٹھکانہ بنانا ہوگا؟"

شوگن نے دیوار کے پتھرّ پر فائر کرتے ہوئے کہا۔ "نہیں۔" لیزر گن کے فائر سے دیوار میں شگاف پیدا ہوگیا۔ شوگن نے مارگن کی طرف متوجّہ ہو کر کہا:

"آگے وہ جگہ ہے جہاں ہم اپنا نیا ٹھکانہ بنائیں گے۔ یہ جگہ بڑی محفوظ ہے۔ میرے ساتھ آؤ۔"

وہ شگاف کی دوسری طرف اُتر گئے۔ آگے ایک کھُلی جگہ تھی۔ پتھرّ کی بڑی بڑی دیواروں میں ایک چھوٹا سا کمرا بن گیا تھا۔ شوگن نے پتھرّ کی ایک سِل اُٹھا کر شگاف کا مُنہ بند کر دیا اور بولا۔

"باہر سے اب کسی کو شُبہ بھی نہیں ہو سکتا کہ کوئی یہاں رہتا ہے۔ ہم یہاں

گارشا اور پولیس سے محفوظ رہ کر اپنے منصوبے پر عمل کر سکیں گے۔ میں ریڈیو ٹرانسمیٹر کو خلائی کمپیوٹر میں تبدیل کرنے کی کوشش کروں گا، مگر سب سے پہلے تمہیں ائیر ہوسٹس تانیا کو یہاں لانا ہوگا تاکہ جتنی جلدی ہو سکے ہم اپنی دُشمن نمبر ایک گارشا کو اپنے قبضے میں کر سکیں یا اُسے ہلاک کر سکیں۔"

مارگن نے دوسرا مختصر خلائی سائنسی سامان ایک طرف رکھ دیا۔ شوگن نے بھی ریڈیو ٹرانسمیٹر والا تھیلا دیوار کے ساتھ لگا دیا تھا۔ شوگن کہنے لگا:

"مارگن دِن نکلنے ہی والا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تُم ائیر ہوسٹس کی کوٹھی پر پہنچو اور اسے کسی طرح ورغلا کر یا اُسے سبز باغ دِکھا کر یہاں تک لے آؤ۔"

مارگن بولا۔ "میں جاتا ہوں!"

مارگن نے پتھرّ کی سِل ہٹائی اور تہہ خانے سے نکل گیا۔ اس کے جاتے ہی شوگن نے تھیلا کھولا اور اُس میں سے ریڈیو ٹرانسمیٹر اور دوسرا خلائی سائنس کا سامان نکال کر اُنہیں ترتیب سے جوڑنے لگا۔ اِس سامان میں ایک شیشے کی ڈبیا بھی تھی۔ جس میں بٹن کے سائز کی ایک چھوٹی سی المونیم کی ڈِسک رکھی ہوئی تھی۔ شوگن اِسے غور سے دیکھنے لگا۔ یہی وہ ڈسک تھی جس سے شوگن نے ائیر ہوسٹس کو اپنے کنٹرول میں کرنا تھا۔ وہ مُسکرایا اور اپنے آپ سے بولا:

"گارشا! تُم میرے پھندے سے بچ نہیں سکو گی۔ تُم سمجھتی ہو گی کہ ہماری خلائی لیبارٹری کو تُم نے تباہ کر دیا ہے اور ہمیں بھی ساتھ ہی ہلاک کر دیا ہے، مگر ہم تُم سے خوف ناک انتقام لینے کے لیے ابھی زندہ ہیں۔"

یہ کہہ کر شوگن نے ڈِسک کی ڈبیا پتھرّوں کی میز پر رکھ دی۔

دوسری طرف مارگن سمندری چٹّانوں سے نکل کر سڑک پر آگیا کی طرف چلنے لگا۔ راستے میں اُسے ایک بس مل گئی۔ صُبح کی روشنی چاروں طرف پھیل گئی تھی اور بسیں چلنا شروع ہو گئی تھیں۔ مارگن ایک چوک میں اُتر گیا۔ اس نے ائیر ہوسٹس تانیا کا کارڈ ایک بار پھر دیکھا۔ وہ ایک خاموش سڑک پر گھوم گیا۔ سڑک کی دونوں جانب بڑے خوب صورت ماڈرن بنگلے بنے ہوئے تھے۔ چند قدم چلنے کے بعد وہ ایک بنگلے کے گیٹ پر رُک گیا۔ گیٹ پر بورڈ لگا تھا جس پر ائیر ہوسٹس تانیا کا نام اور بنگلے کا نمبر لکھا تھا۔ مارگن نے بنگلے پر ایک نگاہ ڈالی اور گھنٹی کا بٹن دبا دیا۔ ایک نوکر نے آکر پوچھا۔ "کس سے ملنا ہے جناب ؟"

مارگن نے کہا۔

"میڈم تانیا سے کہو اُن کا مہمان آیا ہے۔"

اتنی دیر میں تانیا نے کچن کی کھڑکی میں سے مارگن کو دیکھ لیا اور جلدی سے گیٹ پر آ گئی۔ وہ بڑی خوش تھی۔ وہ مارگن کی قابلیت اور لیاقت سے بڑی متاثر تھی۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مُجھے یقین تھا آپ ضرور آئیں گے مسٹر مارگن!" وہ مارگن کو اندر لے گئی۔ اس کے ڈیڈی ممّی ناشتے کی میز پر بیٹھے ناشتا کر رہے تھے۔ تانیا نے مارگن کا تعارف کرواتے ہوئے کہا۔/ "ڈیڈی! یہ وہی مسٹر مارگن ہیں جنھوں نے کل رات ہمارے جہاز کو کریش ہونے سے بچایا تھا۔"

ڈیڈی نے مارگن سے ہاتھ ملایا۔

"آپ سے مل کر بڑی خُوشی ہوئی مسٹر مارگن، آپ نے تو کمال کر دیا۔"

تانیا کی ممّی نے پوچھا:

"کیا آپ بھی کسی کمپنی میں پائیلٹ ہیں؟"

مارگن نے کُرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا:

"جی نہیں۔ میں آج کل کیلیفورنیا کی ایک کمپنی میں اُن کا مشیر ہوں۔"

تانیا کرسچین یعنی عیسائی مذہب سے تعلّق رکھتی تھی۔ اُس کے ڈیڈی اور ممّی نے مارگن کو بہت پسند کیا اور دونوں ایک ہی بات سوچ رہے تھے کہ ایسے لائق کرسچین لڑکے کے ساتھ تانیا کی شادی ہو جائے تو اُن کے کندھوں پر سے ایک بھاری ذمّے داری کا بوجھ اُتر جائے گا۔ تانیا بھی ایسا ہی سوچ رہی تھی۔ اُسے بھی یقین سا ہو گیا تھا کہ وہ مارگن ایسے لائق اور مہذّب نوجوان کے ساتھ بڑی خوش حال زندگی بسر کرے گی۔

مارگن کو ناشتا پیش کیا گیا۔ اُس کی بڑی آؤ بھگت کی گئی۔ مارگن جس مقصد کو

لے کر وہاں آیا تھا وہ بھی پورا ہوگیا۔ مارگن نے تانیا سے وعدہ لے لیا کہ وہ دوپہر کے بعد سیر کو جائیں گے۔ اُس روز آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے اور موسم خوش گوار تھا۔ مارگن نے یہ نہ بتایا کہ وہ اُسے سمندری چٹّانوں کی طرف لے جائے گا۔ اِس لیے کہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ تانیا کے ممّی ڈیڈی کو یہ علم ہو کہ وہ اُن کی بیٹی کو سمندری چٹّانوں کی طرف سے لے گیا ہے۔ ایسی صورت میں پولیس تفتیش کے لیے وہاں پہنچ سکتی تھی۔ مارگن دوپہر کے بعد آنے کا کہہ کر واپس ہوا۔ تانیا اُسے چھوڑنے گیٹ تک آئی۔

چٹّانوں کے تہہ خانے میں پہنچ کر مارگن نے شوگن کو اپنی کامیابی کی خوش خبری سُنا دی شوگن بولا:

"اب تمھیں شہر کے باہر کوئی ایسی عمارت تلاش کرنی ہے جو بن رہی ہو

اور جہاں لوہے یا سیمنٹ کے بڑے بڑے پائپ پڑے ہوں۔ ہمیں اِن میں سے ایک پائپ اُٹھا کر یہاں سمندری چٹّانوں میں لانا ہوگا۔"

مارگن کہنے لگا۔

"میں نے یہاں سے کُچھ دُور ایک جگہ زیرِ تعمیر بنگلہ دیکھا ہے۔ وہاں سڑک کے کنارے سیمنٹ کے دس بارہ بڑے بڑے پائپ رکھے ہوئے ہیں۔"

شوگن نے کہا۔ "مگر یہ پائپ زیادہ بڑے نہیں ہونے چاہیں۔ ہمیں صرف اتنے بڑے سوراخ والے پائپ کی ہی ضرورت ہے جس میں ہم گارشا کو ڈال سکیں اور پھر اُس کے دونوں سِروں کو بند کر دیں۔"

مارگن نے کہا۔ "ایسا پائپ بھی ہمیں مل جائے گا۔ میں آج رات وہاں سے اُٹھا کر لے آؤں گا۔ میرا خیال ہے پائپ لوہے کا ہو تو زیادہ بہتر

ہے۔" شوگن بولا۔ "اگر لوہے کا پائپ مل جائے تو بہت ہی اچھّا ہو گا۔ ابھی تُم دوپہر کو تانیا کو یہاں لے آؤ۔"

پھر شوگن نے مارگن کو سارا منصوبہ سمجھایا کہ وہ تانیا کو کہاں لائے گا اور کہاں اُسے رُکنے کے لیے کہہ کر خود کسی بہانے تھوڑی دیر کے لیے اُس سے الگ ہو جائے گا۔ باتیں کرتے کرتے دوپہر ہو گئی۔ مارگن اُٹھا اور یہ کہہ کر تہہ خانے سے نکل گیا کہ میں تانیا کو لینے جا رہا ہوں۔

اُدھر بد قسمت ائیر ہوسٹس تانیا کو معلوم تھا کہ مارگن اُسے لینے آ رہا ہے اور وہ دونوں شہر کے کسی اعلیٰ ریستوران میں جا کر کھانا کھائیں گے۔ وہ تیّار ہو رہی تھی۔ اُس نے اپنا بہترین لباس پہن رکھا تھا۔ یہ تانیا کی غَلطی تھی کہ وہ ایک اجنبی آدمی کے ساتھ اتنی بے تکلّف ہو گئی تھی اور اب اُس آدمی کے بِچھائے ہوئے گھناؤنے جال میں پھنسنے والی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ

اسلام نے عورتوں کو غیر مردوں سے ملنے جُلنے کو منع کیا ہے اور رہن سہن اور میل جول کے ایسے آداب سکھائے ہیں جن پر عمل کرنے میں ہماری نجات ہے اور ہم دُنیا کی آفتوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ تانیا نے اِن باتوں کا خیال نہیں رکھا تھا۔ چناں چہ اب وہ اندھے کنوئیں میں گِرنے والی تھی۔

ٹھیک وقت پر خلائی آدمی مارگن ائیر ہوسٹس تانیا کی کوٹھی پر پہنچ گیا۔ تانیا پہلے سے تیّار بیٹھی تھی۔ وہ گاڑی میں بیٹھ کر مارگن کے ساتھ چل دی۔ اُنھوں نے ایک شاندار ریستوران میں بیٹھ کر کھانا کھایا۔ تانیا بڑی خوش تھی کیوں کہ مارگن نے اُسے اشاروں میں یہ یقین دِلا دیا تھا کہ وہ اُس سے شادی کرنا چاہتا ہے اور پھر دونوں امریکا چلے جائیں گے۔ مارگن نے تانیا سے یہ بھی کہا تھا کہ امریکا میں اُس کی بڑی جائیداد ہے۔ تانیا اب

پوری طرح خلائی مخلوق مارگن کے پنجے میں تھی۔ جب دِن ڈھلنے لگا اور بادل بھی گھرے ہو گئے تو مارگن نے تانیا سے کہا۔ "آج موسم بڑا اچھّا ہے۔ چلو سمندری چٹّانوں کی سیر کرتے ہیں۔"

تانیا کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ وہ ایک غیر مرد سے بے تکلّف ہونے کی فاش غَلطی کر بیٹھی تھی اور اب اِس کا خمیازہ بھگتنے والی تھی۔ کہنے لگی۔

"ضرور چلو۔ مُجھے سمندری چٹّانیں بہت اچھّی لگتی ہیں۔"

مارگن نے گاڑی سمندری چٹّانوں کو جاتی سڑک کی طرف موڑ دی۔ وہ تانیا کی گاڑی خود چلا رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں اُنھیں چٹّانیں نظر آنے لگیں۔ اِس وقت ہلکی ہلکی پھوار پڑنے لگی۔ مارگن کو معلوم تھا کہ اُسے گاڑی کہاں پر کھڑی کرنی ہے۔ ایک بہت بڑی کالی سنگلاخ چٹّان کے پیچھے اُس نے گاڑی کھڑی کر دی۔ تانیا بھی گاڑی سے نکل آئی۔ سمندری لہریں چٹّانوں

سے ٹکرارہی تھیں۔ مرطوب ہوا چل رہی تھی۔

اُس چٹّان کے بالکل سامنے والی چٹّان کے پیچھے خلائی مخلوق شوگن اپنے خطرناک منصوبے پر عمل کرنے کے لیے بالکل تیّار بیٹھا تھا۔ مارگن تانیا کو اُس دوسری چٹّان کے پاس لے آیا اور جیب میں ہاتھ ڈال کر بولا :

"اوہو۔ میں چابیاں تو گاڑی میں ہی بھول آیا ہوں۔ تانیا تُم یہاں بیٹھو میں ابھی چابیاں لے کر آتا ہوں۔"

تانیا چٹّان کے پاس ہی ایک پتھرّ پر بیٹھ گئی۔ مارگن تھوڑی دور جا کر ایک دوسری چٹّان کے پیچھے چھُپ گیا۔ تانیا اکیلی رہ گئی تھی۔ شوگن اس کے پیچھے چٹّان کی اوٹ سے نکل آیا تھا۔ اُس نے پیچھے سے دبے پاؤں آ کر تانیا کی گردن کی ایک خاص رگ پر اُنگلی رکھ دی۔ یہ ایک طاقتور خلائی مخلوق کی اُنگلی تھی جس میں سے برقی مقناطیسی رو نکل کر تانیا کے خُون میں شامل

ہو گئی۔ اُسے ایک جھٹکا لگا اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ اسے بے ہوش ہوتے دیکھ کر مارگن بھی چٹّان کی اوٹ سے نکل کر شوگن کے پاس آگیا۔ یہ طاقت صرف شوگن کی اُنگلی میں تھی کیوں کہ اُس نے اوٹان سیّارے پر برقی مقناطیسی طاقت کا ایک سال کا پورا کورس کیا تھا۔ شوگن نے کہا :

"تانیا کو اُٹھا کر تہہ خانے میں لے چلو۔"

تہہ خانے میں لے جا کر تانیا کو اسٹریچر پر لِٹا دیا گیا۔ تانیا بے ہوش تھی۔ شوگن نے عجیب قسم کے خلائی آلات نکال کر میز پر رکھ لیے۔ مارگن نے کہا۔

"چیف شوگن! کیا ہم اِس کے دماغ میں گارشا اور اپنے سیّارے اوٹان کے بارے میں تمام معلومات بھرنے میں کامیاب ہو جائیں گے؟ ہمارے پاس مکمّل سائنسی سامان یہاں نہیں ہے۔"

شوگن نے تانیا کی گردن پر کان کے نیچے کوئی دوائی ملتے ہوئے جواب دیا:

"ہنگامی حالات میں کام آنے والا جو سائنسی سامان طوطم چیف نے پرانے قبرستان والے تہہ خانے میں رکھ دیا تھا وہ ہمارے پاس اِس وقت موجود ہے۔ ہم اپنے مشن میں کامیاب ہو جائیں گے، تُم فکر نہ کرو۔"

شوگن نے شیشے کی ڈبیا میں سے بٹن کے برابر ڈِسک چمٹی کی مدد سے نکالی۔ دوسرے ہاتھ میں اُس نے ایک ایسا اوزار پکڑ رکھا تھا جس کا مُنہ آگے سے مُڑا ہوا تھا۔ اس کی چونچ شوگن نے آہستہ سے تانیا کی گردن کے ساتھ لگا دی۔ تانیا کی گردن میں چھوٹا سا سوراخ ہو گیا، مگر خُون بالکل نہ نکلا۔ شوگن نے تیزی سے ڈِسک گردن کے اندر گوشت میں پیوست کر کے زخم کا مُنہ بند کر کے اُس پر ایک دوائی لگائی۔ تانیا کی گردن پھر سے ویسی ہو گئی۔ زخم کا معمولی سا نشان بھی باقی نہ رہا۔ شوگن نے اب تانیا کے سر کو تاروں

کے ایک شکنجے میں جکڑ کر چھوٹی سی مشین چلا دی۔ اِس مشین پر کمپیوٹر کی طرح کی ایک چھوٹی سی اسکرین لگی تھی۔ اسکرین پر سب سے پہلے گارشا کی تصویر آئی۔ پھر اُس کے بارے میں تمام معلومات اُبھرنے لگیں۔ اس میں گارشا کی زندگی کا سارا مواد تھا۔ پھر اوٹان سیّارے کی تصویر پانچ منٹ تک تانیا کا سر تاروں کے اس شکنجے میں جکڑا رہا۔ اس دوران خلائی مخلوق تانیا کے ذہن میں جو جو ضروری معلومات بھرنا چاہتی تھی وہ بھر دی گئیں۔

شوگن نے بٹن بند کر دیا۔ تاروں کا شکنجہ کھول کر الگ رکھ دیا۔ مارگن کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھا اور بولا:

"اب ائیر ہوسٹس ہماری ایجنٹ ہے۔ خلائی مخلوق ہے۔ وہی کرے گی جو اس کی گردن میں لگی ہوئی ڈِسک اِسے سِگنل دے گی۔ اب یہ تمہیں بھی نہیں پہچانے گی۔ اپنے ماں باپ کو بھی نہیں پہچانے گی۔ اِسے صرف اتنا

یاد رہے گا کہ گارشا تک پہنچ کر اسے اپنے ساتھ یہاں لانا ہے۔۔"

"مگر اِسے گارشا کے ٹھکانے کا کیسے پتا چلے گا؟" مارگن نے سوال کیا۔

شوگن کہنے لگا۔

"یہ ڈاکٹر سُلطانہ کے پاس جائے گی۔ ڈاکٹر سُلطانہ جانتی ہے کہ گارشا کہاں ہے۔"

"وہ اِسے گارشا کے بارے میں کیوں بتانے لگی۔" مارگن نے شُبہے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

شوگن نے سر دائیں بائیں ہلایا اور کہنے لگا،۔ "مارگن تُم ابھی ہماری خلائی سائنس کے کمالات سے پوری طرح واقف نہیں ہو۔ تمہارا کام اب صرف اتنا ہے کہ چھُپ کر اِس کا پیچھا کرو۔ جاؤ باہر گاڑی میں جا کر بیٹھ

جاؤ۔"

مارگن خاموشی سے باہر چلا گیا۔

اُس کے جانے کے بعد شوگن نے تانیا کو ایک انجکشن لگایا۔ انجکشن کے لگتے ہی تانیا نے آنکھیں کھول دیں۔ اُس کی آنکھیں بدلی بدلی سے تھیں۔ اِن آنکھوں میں بڑی تیز چمک آ گئی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے آنکھوں کے اندر ننھّے ننھّے بلب روشن ہوں۔ تانیا اسٹریچر پر اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ شوگن نے سوال کیا۔

"تُم کون ہو اور یہاں کیا کر رہی ہو؟"

تانیا نے بدلی ہوئی بھاری آواز میں کہا:

"میں کُشالی ہوں۔ میں اوٹان سیّارے کے گریٹ کنگ کی خاص جاسوس

ہوں۔ مُجھے غدّار گارشا کا سُراغ لگانے کے لیے یہاں بھیجا گیا ہے۔"

مارگن وہاں تانیا کے قریب ہی کھڑا تھا۔ مگر تانیا نے اسے بالکل نہیں پہچانا تھا۔ جیسے وہ کوئی اجنبی ہو۔ شوگن نے دوسرا سوال کیا۔

"تُم گارشا کا کیسے سُراغ لگاؤگی؟"

تانیا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"یہ میں تمھیں نہیں بتا سکتی۔ صرف اتنا بنا سکتی ہوں کہ مُجھے سب سے پہلے ڈاکٹر سُلطانہ کے پاس جانا ہے۔"

تانیا خلائی زبان میں بات کر رہی تھی۔ شوگن نے اُردُو زبان میں تانیا سے پوچھا:

"تمھارے ماں باپ کہاں ہیں؟"

تانیا نے جواب دیا۔ "میرے کوئی ماں باپ نہیں ہیں۔ گریٹ کِنگ میرا باپ ہے۔ وہی میری ماں ہے۔ مُجھے گارشا کا سُراغ لگانا ہے۔"

شوگن اور مارگن نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ اُنھیں اطمینان ہو گیا کہ تانیا اُردُو زبان بھی روانی سے بول لیتی ہے۔ شوگن نے تانیا سے کہا۔

"کُشالی! تمہاری گاڑی باہر کھڑی ہے۔ تمہیں یہاں کے اٹامک انرجی کمیشن سے ڈاکٹر سُلطانہ کی کوٹھی کا پتا معلوم ہو جائے گا۔"

تانیا نے اسٹریچر سے نیچے اُترتے ہوئے کہا۔

"میں جانتی ہوں مُجھے کیا کرنا ہے۔ تُم مُجھے ہدایات دینے والے کون ہو۔ میں اوٹان سیّارے کے حاکم گریٹ کِنگ کی جاسوس ہوں۔"

تانیا تہہ خانے کے دروازے کی طرف بڑھی۔ شوگن نے مارگن کو اشارہ

کیا۔ وہ تانیا کے ساتھ ہوگیا۔ غار سے نکلتے ہی تانیا اپنی گاڑی کی طرف چل پڑی۔ اس کی گردن میں لگی ڈِسک اُسے برابر سِگنل دے رہی تھی کہ اُسے کہاں جانا ہے اور کیا کرنا ہے۔ مارگن چٹّانوں کے پیچھے سے ہو کر گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ شوگن ساتھ چل رہا تھا۔ تانیا گاڑی کی اگلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ اُس کی نگاہ مارگن پر پڑی۔ اُس نے کوئی اعتراض نہ کیا اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ شام ہو گئی تھی۔ شہر کی کُچھ عمارتوں کی بتّیاں روشن ہو گئی تھیں۔ تانیا کی گاڑی سڑک پر چلی جا رہی تھی۔ مارگن پچھلی سیٹ پر خاموش بیٹھا تھا۔ شہر کی بڑی سڑک پر آتے ہی تانیا نے گاڑی روک دی اور مارگن کی طرف گھوم کر دیکھا اور بولی:

"تُم یہاں اُتر جاؤ۔ میں گریٹ کِنگ کی جاسوس ہوں۔ میں تمھیں اپنے مشن میں شامل نہیں کر سکتی۔"

مارگن نے ایک پل کے لیے کُچھ سوچا۔ پھر خاموشی سے گاڑی سے اُتر گیا۔ اُسے یقین ہو گیا تھا کہ تانیا کے جسم میں لگی ہوئی ڈِسک اُسے اِدھر اُدھر نہیں ہونے دے گی اور وہ سیدھی اپنی منزل کی طرف ہی جائے گی۔ اِس خلائی ڈِسک میں دماغ کو کنٹرول کرنے اور ہر قسم کی معلومات فراہم کرنے کی پوری صلاحیت موجود تھی۔ تانیا نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ مارگن وہیں سے واپس ہو گیا۔ چٹّانی غار میں پہنچ کر اُس نے شوگن کو بتایا کہ تانیا اکیلی یہ مشن مکمل کرنے کی اہلیت رکھتی ہے۔ شوگن نے مارگن کی طرف خاموش آنکھوں سے دیکھا اور بولا۔

"ٹھیک ہے۔ ریڈیو ٹرانسمیٹر پر بیٹھ کر تانیا کی ڈسک کے سگنل واچ کرو۔"

تانیا کی گاڑی اٹامک انرجی کمیشن کے آفس کے گیٹ پر رُک گئی۔ دفتر بند ہو چکا تھا۔ گیٹ بھی بند تھا۔ باہر ایک چوکیدار اسٹول پر بیٹھا تھا۔ گاڑی میں

ایک خاتون کو بیٹھے دیکھ کر وہ اُس کی طرف بڑھا۔

" بیگم صاحبہ دفتر تو بند ہو چکا ہے۔ آپ کو کس سے ملنا تھا؟"

تانیا نے کہا۔ "مُجھے ڈاکٹر سُلطانہ سے ملنا ہے۔ میں اُس کی سہیلی ہوں۔ دوسرے شہر سے آئی ہوں۔ مُجھے اس کی کوٹھی کا پتا نہیں معلوم ہے۔"

چوکیدار نے تانیا کو ڈاکٹر سُلطانہ کی کوٹھی کا پتا بتا دیا۔ تانیا نے وہیں سے گاڑی پیچھے موڑی اور ایک سُنسان سڑک پر چل پڑی۔ بیس منٹ کے بعد وہ ڈاکٹر سُلطانہ کی کوٹھی پر پہنچ گئی۔ کوٹھی مختصر سی تھی۔ کمرے میں روشنی ہو رہی تھی۔ تانیا نے گاڑی ایک طرف کھڑی کی اور برآمدے میں آکر گھنٹی کا بٹن دبایا۔ دروازے کے چوکور سوراخ میں سے ڈاکٹر سُلطانہ نے باہر ایک خوش شکل، خوش لباس خاتون کو دیکھا تو دروازہ کھول دیا۔

"آپ کو کِس سے ملنا ہے؟" سُلطانہ نے پوچھا۔

تانیا نے غور سے سُلطانہ کو دیکھا۔ اس کے دماغ میں سِگنل ہوا۔

"اوکے۔ یہی ڈاکٹر سُلطانہ ہے۔ گارشا کی سہیلی۔"

تانیا نے سُلطانہ کی طرف غور سے دیکھا اور پھر اپنے چہرے پر ہلکی سی گھبراہٹ پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ ہی ڈاکٹر سُلطانہ ہیں؟"

سُلطانہ نے تانیا کو اُوپر سے نیچے تک دیکھا اور پوچھا۔

"کیا بات ہے۔ میں ہی ڈاکٹر سُلطانہ ہوں۔"

تانیا کی گردن میں لگی خلائی ڈِسک نے ٹھیک اُس وقت ایک ایسا سِگنل دیا

جس نے تانیا کے دماغ کی یاد داشت کا ایک حصّہ کھول دیا۔ تانیا نے گھبرائی ہوئی نگاہ اپنی گاڑی کی طرف ڈالی اور سُلطانہ سے کہا۔

"کیا میں اندر آ سکتی ہوں۔ مُجھے آپ سے ایک بڑی ضروری بات کرتی ہے۔"

ڈاکٹر سُلطانہ نے دروازہ کھول دیا۔



خطرناک فارمولا

تانیا ڈرائنگ روم میں داخل ہو گئی۔

وہ سخت گھبرائی ہوئی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ خلائی مخلوق اُس کا پیچھا کر رہی ہے۔ کمپیوٹر اُس کے دماغ کو برابر سِگنل دے رہا تھا اور تانیا خلائی سِگنلوں کے مطابق چلنے پر مجبور تھی۔ اِس کے باوجود وہ اپنی قوّتِ اِرادی سے کام لینے کی سخت کوشش کر رہی تھی۔ جب اُس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ ڈاکٹر

سُلطانہ کو خلائی مخلوق کے راز بتا دے گی اور اِس اِرادے کو لے کر سُلطانہ کے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی تو اُس کے دماغ میں ایسا شور سا مچ گیا جیسے سینکڑوں ریل گاڑیاں ایک ساتھ چل رہی ہوں۔ سُلطانہ دروازہ بند کر کے تانیا کے سامنے والے صوفے پر بیٹھی تھی۔ اس نے تانیا سے پوچھا۔ "بتائیے کیا بات ہے؟ آپ اتنی پریشان اور گھبرائی ہوئی کیوں ہیں؟"

تانیا کُچھ کہنے ہی لگی تھی کہ اُس کے ذہن میں ایک دھماکا سا ہوا۔ اُس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑلیا۔ خلائی مخلوق کے سِگنل اُسے اپنی طرف کھینچ رہے تھے جب کہ تانیا اُن کے کنٹرول سے آزاد ہونے کی جدوجہد کر رہی تھی۔ سُلطانہ نے جلدی سے پوچھا۔ "آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے۔"

تانیا خلائی مخلوق کے قبضے سے آزاد ہو جانا چاہتی تھی۔ وہ صوفے سے

اُچھل کر سامنے والی کھڑکی کی طرف بھاگی جو سُلطانہ کی چھوٹی سی ٹیلے والی کوٹھی کے باغ میں کھُلتی تھی۔ اُس نے کھڑکی میں سے باہر چھلانگ لگا دی۔ اُسے معلوم تھا کہ خلائی مخلوق کو سب پتا چل گیا ہے کہ وہ سُلطانہ کی کوٹھی سے باہر کود گئی ہے اور اُن کے چُنگل سے نکلنے کی بھیانک غَلطی کر بیٹھی ہے۔ مگر تانیا ایک بہادر اور پکّے اِرادے والی لڑکی تھی۔ باغ میں چھلانگ لگانے کے بعد وہ اُٹھی اور ٹیلے کی ڈھلان پر لڑھکتی چلی گئی۔

ڈھلان کے نیچے ایک خُشک برساتی نالہ تھا جہاں تاریکی چھائی تھی۔ تانیا جھاڑیوں میں جا کر گِری۔ وہ جلدی سے اُٹھی اور اُس نے ایک طرف دوڑنا شروع کر دیا۔ اُس کے دماغ میں بڑے تیز تیز سگنل آنے لگے۔ یہ سِگنل اُسے واپس قبرستان والی خلائی کمیں گاہ میں آنے کا حُکم دے رہے تھے۔ مگر تانیا اُنہیں اپنے دماغ سے بار بار جھٹک رہی تھی۔ وہ دیوانہ وار دوڑتی

چلی گئی۔ خُشک برساتی نالہ آگے جا کر ایک فیکٹری کی دیوار کے پاس ختم ہو گیا۔ فیکٹری کے احاطے میں بجلی کی روشنی تھی۔ کونے میں ایک ٹرک کھڑا تھا۔ جِس پر ترپال پڑی تھی۔ اُس کا انجن چل رہا تھا۔ ڈرائیور نے گیئر لگایا اور سڑک کو فیکٹری سے باہر نکالنے کے لیے گیٹ کی طرف بڑھا۔ تانیا نے ٹرک کے پیچھے لٹکتی ہوئی رسّی کو پکڑا اور ترپال اُٹھا کر ٹرک میں سوار ہو گئی۔

ٹرک فیکٹری کے گیٹ سے نکل کر شہر کی بڑی سڑک پر روانہ ہو گیا۔ تانیا کے ذہن میں خلائی سِگنلوں کا شور زیادہ شدید ہو گیا۔ اُسے یہ سگنل ٹرک سے اُتر کر واپس قبرستان کی طرف آنے پر مجبور کر رہے تھے۔ لیکن تانیا اپنی زبردست قوّتِ اِرادی سے اُنہیں جھٹک رہی تھی۔ اپنے آپ کو ان کے منحوس اثر سے بچا رہی تھی۔ خلائی دُشمن نے کمپیوٹر پر معلوم کر لیا تھا کہ تانیا

کس علاقے میں ہے۔ چناں چہ ایک خلائی آدمی اس کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔

ٹرک ایک ایسی سڑک پر سے گزر رہا تھا جس کی دونوں جانب عمارتوں میں کہیں کہیں روشنی ہو رہی تھی۔ جب سِگنل تانیا کی برداشت سے باہر ہو گئے اور اُس کا سر بُری طرح چکرانے لگا تو تانیا نے ٹرک کی ترپال اُٹھا دی۔ ٹرک جوں ہی سڑک کا موڑ گھوما تانیا نے نیچے چھلانگ لگا دی۔ وہ سڑک پر گِرتے ہی اُٹھی اور فٹ پاتھ پر اندھا دُھند بھاگنے لگی۔ خلائی سِگنل اُس کے اعصاب کو مفلوج کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ تانیا ایک کشادہ سی گلی میں گھوم گئی۔ سِگنل زیادہ شدید ہوتے گئے۔ گلی میں مکانوں کے دروازے رات ہونے کی وجہ سے بند تھے۔ تانیا کے قدم لڑکھڑاتے گئے۔ اُس کا سر پتھرّ کی طرح بوجھل ہو گیا حلق خُشک پڑ گیا۔

پاؤں بھاری ہوتے گئے وہ لڑکھڑانے لگی۔ خلائی سِگنل اُسے بے ہوش کرنا چاہتے تھے تاکہ تانیا گر پڑے اور کمپیوٹر کی مدد سے اُس کی نشان دہی کرنے کے بعد خلائی آدمی اسے وہاں سے اٹھا کر لے جائے۔

تانیا بڑی مُشکل سے قدم اُٹھا رہی تھی۔

اچانک اس کی نظر مسجد کے مینار پر پڑی۔ مینار میں سے سبز روشنی کی کرنیں پھُوٹ رہی تھیں۔ تانیا نے مسجد کا رُخ کرلیا۔ نہ جانے کیوں اس کے دِل میں خیال آگیا تھا کہ اُسے اللہ کے گھر میں پناہ مل جائے گی۔ خلائی سِگنل تیز ہوتے گئے۔ تانیا اپنی ٹانگوں کو گھسیٹتی ہوئی مسجد کی چھوٹی دیوار کے پاس پہنچنے میں کامیاب ہو گئی۔ دیوار کے پاس آتے ہی اُس نے اپنے آپ کو مسجد کے احاطے میں گِرا دیا۔ مسجد کے احاطے میں گرتے ہی جیسے اسے ایک سکون سا مل گیا۔ اس کے جسم میں دوبارہ طاقت آگئی۔ تانیا نے سر

کو جھٹکا، خلائی سِگنل آنا اچانک بند ہو گئے تھے۔ اُس کا سر پہلے کی طرح ہلکا پھُلکا تھا۔ وہ صاف صاف سوچ سکتی تھی۔ تانیا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔ یہ اللہ کے گھر سے عقیدت اور محبّت کے آنسو تھے۔ اللہ کے پاک گھر کے احاطے میں آتے ہی وہ ہر قسم کی پریشانیوں اور مصیبتوں سے آزاد ہو گئی تھی۔

تانیا کا دِل اللہ کی محبت سے لبریز ہو گیا اور وہ بے اختیار سجدے میں گِر پڑی اور پھُوٹ پھُوٹ کر رونے لگی اور اللہ سے دُعا مانگتی رہی۔ لیکن تانیا ایک غَلطی کر چُکی تھی۔ اُس نے ہوائی جہاز میں ایک اجنبی سے تعلّقات بڑھانے اور اس سے خواہ مخواہ دوستی پیدا کرنے کی کوشش کی تھی جس کی وجہ سے وہ اس مُصیبت میں گرفتار ہو گئی تھی۔ اللہ کی طرف سے کوئی مُصیبت نہیں آتی۔ انسان ہمیشہ اپنی کی ہوئی غَلطیوں کی وجہ سے مُصیبت میں گرفتار ہوتا

ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے انسانوں پر ہمیشہ رحمت ہی نازل ہوتی ہے اور جو لڑکا یا لڑکی نیک کام کرتی ہے اور ہر قسم کی بُرائی سے اپنے دامن کو بچاتی ہے وہ اللہ کی رحمتوں کی حق دار بن جاتی ہے اور اُس کی زندگی کنول کے پاکیزہ پھول جیسی خوش بُودار اور بے داغ ہو جاتی ہے۔

تانیا کو اللہ کے گھر کی چار دیواری میں داخل ہونے کی وجہ سے فائدہ اور فیض ضرور حاصل ہو گیا تھا کہ ایسے اتنی دیر کے لیے خلائی سِگنلوں کے عذاب سے نجات مل گئی تھی۔ تانیا مسجد کے احاطے کی دیوار کے ساتھ چلتی اس جگہ آکر رُک گئی جہاں مسجد کے امام صاحب کا حُجرہ تھا۔ اِس وقت حُجرے میں امام صاحب کی بیوی اور اس کا آٹھ نو سال کا بیٹا ہی تھا۔ امام صاحب کسی کام سے شہر سے باہر گئے ہوئے تھے۔ تانیا کسی جگہ رات گزارنا چاہتی تھی اس دوران وہ یہ پروگرام بھی سوچ سکتی تھی کہ اُسے آگے

کیا کرنا ہے اور کہاں جانا ہے۔ مسجد کی چار دیواری میں وہ خلائی سِگنلوں کے حملوں سے محفوظ تھی۔

حُجرے کا دروازہ بند تھا۔ تانیا نے ڈرتے ڈرتے دروازے پر دستک دی۔ اندر سے امام صاحب کی بیگم کی آواز آئی۔

"کون ہے؟"

تانیا نے کہا۔ "بہن! میں ایک مُصیبت کی ماری لڑکی ہوں۔ مُجھے رات گزارنے کی اجازت دے دو۔ غُنڈے لوگ میرے پیچھے لگے ہیں۔"

امام کی بیوی نے دروازہ کھول دیا اور تانیا کو غور سے دیکھ کر پوچھا

"تُم کون ہو غُنڈے تمہارے پیچھے کیوں لگے ہیں؟"

تانیا نے یوں ہی ایک کہانی گھڑ کر سُنا دی اور ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ وہ اگر

پولیس تھانے گئی تو غُنڈے راستے میں اُسے دبوچ لیں گے۔

امام کی بیوی نے تانیا کو اندر بُلا لیا۔ اس کا بیٹا چارپائی پر سو رہا تھا۔ حُجرے میں بھی روشنی تھی۔ امام کی بیوی نے اپنی چارپائی کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"یہاں سو جاؤ۔ مگر صُبح ہوتے ہی تمہیں یہاں سے چلے جانا ہوگا۔ میں یہاں کوئی گڑبڑ نہیں دیکھنا چاہتی۔"

تانیا کہنے لگی۔ "تُم فکر نہ کرو بہن۔ میں صُبح ہوتے ہی چلی جاؤں گی۔"

تانیا چارپائی پر لیٹ گئی۔ کونے میں ایک تیسری چارپائی بھی بِچھی تھی۔ امام کی بیوی اُس پر لیٹ گئی۔ اُس نے بتّی بُجھا دی تھی۔ حُجرے میں اندھیرا چھا گیا۔ تانیا کی آنکھیں کھُلی تھیں۔ نیند غائب تھی۔ اِن حالات میں

بھلا اُسے کیسے نیند آ سکتی تھی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ صُبح وہ کہاں جائے گی۔ اللہ کے گھر کی چار دیواری سے نکلتے ہی خلائی سِگنلوں کا عذاب ایک بار پھر اُس پر نازل ہونے والا تھا۔ تانیا کو ہر حالت میں پوری بہادری کے ساتھ اِس عذاب کا مُقابلہ کرنا تھا۔ یہی سوچتے سوچتے تانیا کو نیند آ گئی۔ صُبح کی اذان کے ساتھ اس کی آنکھ کھُل گئی۔ امام صاحب کی بیگم اور اس کا بیٹا بیدار ہو چکے تھے۔ تانیا کو ناشتا کرایا گیا۔ بیگم نے کہا۔

"ابھی باہر تھوڑا تھوڑا اندھیرا ہے۔ تُم اطمینان سے اپنے گھر پہنچ سکتی ہو۔ اِس وقت غنڈوں کا خطرہ نہیں ہو گا۔"

تانیا کا ذہن کُچھ اور ہی سوچ رہا تھا۔ وہ چونک کر بولی، "کیا کہا بہن؟"

امام مسجد کی بیگم نے تانیا پر ایک تعجّب خیز نگاہ ڈالی اور اپنی بات دہرائی۔

تانیا نے گہرا ٹھنڈا سانس بھرا اور بولی:

"ہاں اب تو مُجھے جانا ہی ہو گا۔ آخر میں کب تک یہاں رہ سکتی ہوں؟" پھر اس نے امام صاحب کے بیٹے کی طرف دیکھا اور کہا۔

"کیا تُم مُجھے کوئی ٹیکسی رکشا لا کر دے سکتے ہو؟"

لڑکا بولا۔ "کیوں نہیں۔ آپ کہاں جائیں گی؟"

تانیا کیا جواب دیتی۔ اُسے تو خود معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں جائے گی۔

بولی۔ "تُم سواری لے آؤ مُجھے جہاں جانا ہو گا چلی جاؤں گی۔"

لڑکا رکشا ٹیکسی لینے چلا گیا۔ امام کی بیوی نے کہا:

"بہن! مُجھے افسوس ہے کہ اس سے زیادہ میں تمہیں اپنے ساتھ نہیں ٹھیرا سکتی۔ مُجھے معاف کر دینا۔"

تانیا نے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"بہن! تُم نے اپنے ہاں رات رہنے کی اجازت دے کر مُجھ پر بڑا احسان کیا ہے۔ میں تمہاری یہ نیکی کبھی فراموش نہیں کروں گی۔"

امام کی بیوی بولی۔ "یہ کوئی احسان کی بات نہیں ہے۔ مُجھے تو افسوس ہے کہ میں اس سے زیادہ تمہاری خدمت نہ کر سکی۔ ہاں اگر تمہیں پیسوں کی ضرورت ہو تو مُجھ سے لے لو۔ میرے پاس اپنے پچاس روپے پڑے ہیں۔" اور نیک دِل بی بی نے ٹرنک میں سے پچاس روپے نکال کر تانیا کے سامنے رکھ دیئے۔

تانیا نے شکریے کے ساتھ روپے واپس کر دیے اور کہا:

"میرے پاس روپے ہیں۔ تمہارا شکریہ!"

امام صاحب کی بیوی نے پوچھا : "تُم کہاں سے آئی ہو اور کہاں جاؤ گی۔ تُم نے اپنے بارے میں مُجھے کُچھ نہیں بتایا، شکل صورت اور لباس سے تُم ایک پڑھی لکھی اچھّے گھرانے کی لڑکی لگتی ہو۔"

تانیا نے بڑی مُشکل سے مُسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"بہن اگر میں نے تمہیں یہ سب کُچھ بتا بھی دیا تو تمہیں میری بات کا یقین نہیں آئے گا کہ میں کون ہوں اور کس مُصیبت میں پھنس گئی ہوں۔ اس راز کو راز ہی رہنے دو اور میری طرف سے مہمان داری کا دِلی شکریہ قبول کرو۔"

مسجد کے احاطے کے باہر رکشا آ کر رُک گیا۔ تانیا کا دِل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ مسجد کی چار دیواری سے نکلتے ہی اس کے دماغ میں خلائی سِگنلوں کا قیامت خیز شور ایک بار پھر شروع ہونے والا تھا۔ تانیا اِس

بات سے ڈر رہی تھی۔ وہ ساری زندگی اللہ کے گھر کی چار دیواری میں گزار دینا چاہتی تھی، مگر وہ مجبور تھی۔ اسے وہاں سے جانا ہی پڑ رہا تھا لڑکے نے اندر آ کر کہا:

"رکشا آ گیا ہے۔"

تانیا بوجھل دِل کے ساتھ اُٹھی۔ امام مسجد کی نیک دِل بیوی کا ایک بار پھر شکریہ ادا کیا اور حُجرے کے باہر آ گئی۔ صُبح ہو رہی تھی۔ ہلکی ہلکی سفیدی رات کے اندھیرے میں پھیلنے لگی تھی۔ شہر کی بڑی سڑک کی طرف سے بھاری ٹرک کے گزرنے کی آواز آئی۔ تانیا مسجد کی دیوار کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ وہ ابھی تک مسجد کی چار دیواری کے اندر تھی۔ وہ باہر نکلتے گھبرا رہی تھی۔ صُبح کی دُھندلی روشنی میں اسے ایک رکشا سامنے درختوں میں کھڑا نظر آ گیا تھا۔ وہ خلائی سگنلوں سے ڈر رہی تھی۔

آخر وہ ہمّت کر کے باہر نکل آئی۔ اُس نے اپنے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ لیے تھے تاکہ اچانک سِگنلوں کے شور سے اُس کے کانوں کے پردے نہ پھٹ جائیں۔ مگر یہ محسوس کر کے اسے بڑی حیرانی ہوئی کہ اُس کے دماغ میں خلائی سِگنل کی ایک بھی سیٹی نہیں گونج رہی تھی۔ اس نے کانوں پر سے ہاتھ ہٹا لیے وہ بڑی خوش ہوئی۔ وہ رکشے میں بیٹھ گئی اور اُسے اپنے گھر کی طرف چلنے کو کہا۔ رکشا مُنہ اندھیرے کی خالی سڑکوں پر بھاگنے لگا۔ جوں ہی رکشا ایک چوک میں سے گزرا خلائی سگنل کی سیٹی اُس کے کانوں کو چیرتی ہوئی اُس کے دماغ میں پہنچ گئی اور سِگنل آنا شروع ہو گئے۔ خلائی دُشمن نے کمپیوٹر پر معلوم کر لیا تھا کہ تانیا شہر میں کس مقام پر ہے۔ سگنل کی سیٹیاں تیز ہوتی گئیں۔ تانیا نے دونوں ہاتھوں سے اپنے کان دبا لیے تھے۔ پھر ایسا ہوا کہ سِگنل کی شدّت کم ہونے لگی۔ تانیا کو ایسے لگا جیسے

اس کی قوّتِ ارادی واپس آ گئی ہے۔ اب وہ اپنے گھر نہیں جانا چاہتی تھی۔ اسے ایک بار پھر سائنس دان ڈاکٹر سُلطانہ کا خیال آگیا۔ وہی اس کی مدد کر سکتی تھی۔ اس کی گاڑی ابھی تک سُلطانہ کی کوٹھی کے باہر کھڑی تھی جلدی میں وہ گاڑی ساتھ نہ لے جا سکی تھی۔ اس نے رکشہ چھوڑ دیا اور ایک بار پھر سُلطانہ کی کوٹھی کی گھنٹی بجائی۔ سُلطانہ نے دروازہ کھولا تو تانیا اس کے سامنے کھڑی تھی۔ وہ سمجھ گئی کہ یہ لڑکی کُچھ بتانا چاہتی ہے۔ وہ اسے اندر لے گئی بڑی شفقت اور ہمدردی کے ساتھ پوچھا "کیا بات ہے بہن؟ تُم اتنی پریشان کیوں ہو اور تُم کہاں بھاگ گئی تھیں؟"

تانیا نے جلدی سے سُلطانہ کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام لیا اور اپنے خُشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولی۔

"میں بڑی مُصیبت میں پھنس گئی ہوں ڈاکٹر سُلطانہ، اللہ کے لیے میری مدد

کرو۔ نہیں تو وہ لوگ مُجھے مار ڈالیں گے۔"

سُلطانہ نے پوچھا۔ "کون لوگ ہیں وہ؟ کھُل کر بات کرو تمہارا نام کیا ہے۔
تُم کون ہو؟"

تانیا نے دروازے کی طرف دیکھا اور پوچھا:

"دروازہ اچھّی طرح سے بند ہے نا!"

"ہاں بند ہے۔ مگر تُم اتنی گھبرائی ہوئی کیوں ہو؟ آخر بات کیا ہے؟"

سُلطانہ نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچتے ہوئے کہا۔

تانیا نے ایک گہرا سانس لیا اور بولی:

"ڈاکٹر سلطانہ! تُم ملک کی مشہور سائنس دان ہو۔ کیا تُم خلائی مخلوق پر یقین

رکھتی ہو؟"

سُلطانہ ایک دم سے چونک سی گئی۔ اس کی آنکھیں تانیا کے چہرے پر جمی تھیں، اس نے کہا:

"تُم یہ سوال کیوں پوچھ رہی ہو؟"

"اِس لیے کہ بڑی خطرناک خلائی مخلوق میرے پیچھے لگی ہے۔ وہ مُجھے ہلاک کرنا چاہتی ہے۔"

یہ کہہ کر تانیا رونے لگی۔ سُلطانہ جلدی سے اُٹھ کر کھڑکی کے پاس گئی۔ پردہ ذرا سا ہٹا کر باہر نگاہ ڈالی۔ برآمدے کی بتّی جل رہی تھی۔ ایک طرف تانیا کی گاڑی کھڑی تھی۔ وہاں کوئی انسان یا خلائی مخلوق اُسے دِکھائی نہ دی۔ سُلطانہ واپس آکر تانیا کے سامنے بیٹھ گئی۔ اس نے پوچھا۔



"تمہیں کیسے پتا چلا کہ وہ خلائی مخلوق ہے؟"

تانیا کو برابر سگنل مل رہے تھے۔ اس وقت وہ ڈبل رول ادا کر رہی تھی۔ اس نے کہا: "میرا نام تانیا ہے۔ میں ایک ائیر ہوسٹس ہوں۔ لندن سے کراچی آتے ہوئے میری ملاقات ایک نوجوان سے ہو گئی جس نے ہمارے جہاز کو کریش ہونے سے بچایا تھا۔ وہ مُجھ سے باتیں کرنے لگا۔ میں نے اس کی پروانہ کی، مگر اس کی باتوں میں نہ جانے کیا طِلسم تھا کہ جب اُس نے کراچی میرے گھر آنے کو کہا تو میں انکار نہ کر سکی۔ کل دوپہر وہ ہمارے گھر آیا اور مُجھے اپنے ساتھ سیر کرانے لے گیا۔ پہلے وہ مُجھے شہر میں گھماتا رہا۔ پھر شہر سے کُچھ دور لال پہاڑیوں والے ویران علاقے میں لے گیا اور اچانک میری طرف گھور کر سکنے لگا اور بولا۔ "تانیا میں خلائی مخلوق ہوں تُم ہمارے ساتھ مل جاؤ، ہم اس دُنیا کو فتح کرنے کے لیے

یہاں آئے ہیں۔ تُم مُجھے ذہین اور دلیر عورت لگتی ہو، ہمیں ایک ایسی ہی عورت کی ضرورت ہے۔ ہم تمہیں اس دُنیا کی ملکہ بنائیں گے ہمیں اندر سے ڈر گئی۔ اس شخص کی آنکھوں میں روشنی کی کرنیں نکل رہی تھیں۔ میں نے کہا، میں ایک فرقے دار لڑکی ہوں۔ مُجھ پر میرے والدین ذمّے داری ہے۔ میں تمہارے ساتھ نہیں مل سکتی۔ اس پر اس نے میری گردن پر اپنی اُنگلی رکھ دی۔ مُجھے ایک زبردست جھٹکا لگا اور میں گر پڑی۔ وہ بولا۔ اگر میں چاہتا تو تمہیں ایک سیکنڈ میں ہلاک کر سکتا تھا مگر میں چاہتا ہوں کہ تُم زندہ رہو اور ہمارے ساتھ مل کر اس دُنیا کی مخلوق کو تباہ کرو۔ اب تُم انکار نہیں کر سکتیں۔ کیوں کہ تمہیں ہمارا راز معلوم ہو گیا ہے۔ اب تمہیں ہر حالت میں ہمارے ساتھ مل کر کام کرنا پڑے گا۔ میرا دِل خوف کے مارے کانپ رہا تھا۔ میں نے سوچا کہ کسی طرح اس شخص کو دھوکا دے کر

فرار ہو جانا چاہیے۔ چناں چہ میں نے اس سے کہا کہ میں اس کے ساتھ کام کرنے کو تیّار ہوں۔ وہ بڑا خوش ہوا اور بولا چلو میں تھیں اپنا خُفیہ خلائی اڈّہ دکھاتا ہوں۔ وہاں میرا ایک ساتھی بھی ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔ وہ خود میری گاڑی چلا رہا تھا۔ تانیا خاموش ہو گئی۔ اُس نے جان بوجھ کر ایسا کیا تھا۔ سُلطانہ نے جلدی سے پوچھا :

اُس نے تمھیں اپنا نام نہیں بتایا؟"

تانیا نے سوچنے کی تھوڑی سی اداکاری کی۔ پھر بولی۔

ہاں یاد آ گیا اُس نے اپنا نام مارگن بتایا تھا۔"

سُلطانہ کا دِل زور سے دھڑکا۔ وہ جانتی تھی کہ برازیل والے خُفیہ خلائی اسٹیشن میں شوگن کے ساتھ مارگن نام کا خلائی سائنس دان بھی رہتا تھا۔

اُسے یقین ہو گیا کہ تانیا جھوٹ نہیں بول رہی۔ اس کی بات کا ایک ایک لفظ سچ ہے۔ اُس نے بے تابی سے دوسرا سوال کر دیا۔

کیا تُم نے اس خلائی مخلوق کا خُفیہ اڈّہ دیکھا ہے؟"

تانیا نے کہا "یہی تو میں تمہیں بتانے آئی ہوں ڈاکٹر وہ مُجھے گاڑی میں اپنے ساتھ بٹھا کر سُرخ پہاڑیوں کے پیچھے ایک غار میں لے گیا۔ اس غار کے اندر اس خلائی مخلوق نے ایک خُفیہ لیبارٹری بنا رکھی تھی۔ وہاں اس کا دوسرا ساتھی بھی موجود تھا:

اُس کا حلیہ کیسا تھا؟" سُلطانہ نے پوچھا۔

تانیا نے حلیہ بتایا تو سُلطانہ سمجھ گئی کہ یہ سوائے برازیل والے خلائی سائنس دان شوگن کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

پھر کیا ہوا؟" سُلطانہ نے بے چینی تانیا کے دوسرا ٹھنڈا سائنس بھرا اور کہنے لگی پوچھا۔

"اس دوسرے آدمی نے اپنا نام مُجھے نہیں بتایا تھا، مگر وہ بھی خلائی مخلوق ہی تھا۔ اس کی آنکھوں سے بھی تیز روشنی نکل رہی تھی۔ میں نے دِل میں سوچا کہ کسی طرح اِن کے پنجے سے نکل کر بھاگ جانا چاہیے۔ پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ چناں چہ میں نے اُن سے وعدہ کرلیا کہ میں اُن کے لیے ضرور کام کروں گی، مگر کہا کہ مُجھے ایک گھنٹے کے لیے اپنے گھر جانے دیں۔ مُجھے ایک ضروری کام کرنا ہے۔ مارگن نے میری طرف غضب ناک نظروں سے دیکھا اور کہا، تانیا ایک بات یاد رکھو۔ تُم ہمارے چُنگل سے اب نکل نہیں سکوگی۔ چلو میں تمہیں گھر لیے چلتا ہوں۔ مگر میں باہر تمہارا انتظار کروں گا پھر وہ مُجھے گاڑی میں بِٹھا کر میرے گھر لے آیا۔ میں

اپنے گھر میں چلی گئی۔ میں اتنی ڈری ہوئی تھی کہ میں نے کسی کو کُچھ نہ بتایا اور کھڑکی میں سے باہر دیکھنے لگی۔ مارگن میری گاڑی میں نہیں تھا۔ اس وقت مجُھے تمہارا خیال آیا۔ میں جانتی تھی کہ پولیس میرا مذاق اُڑائے گی اور پولیس خلائی مخلوق کا کُچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔ کیوں کہ تُم ایک سائنس دان ہو اس لیے تُم ہی میری مدد کر سکتی ہو۔ چناں چہ میں موقع پا کر وہاں سے گاڑی لے کر بھاگی اور سیدھی تمہارے پاس پہنچ گئی ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ خلائی مخلوق میرا پیچھا کر رہی ہو۔"

ڈاکٹر سُلطانہ بڑے غور سے تانیا کی کہانی سُن رہی تھی۔ تانیا نے جس خلائی آدمی مارگن کا نام بتایا تھا اس کا یہی نام تھا۔ سُلطانہ کے لیے تانیا کے بیان پر شُبہ کرنے کی اب کوئی گنجائش نہیں تھی۔ اب اگر اُسے کوئی خطرہ تھا تو یہ کہ خلائی مخلوق اس کے گھر نہ پہنچ جائے۔ اسے فوراً گارشا کا خیال آگیا۔

اس نے تانیا سے کہا۔

"تُم اطمینان رکھو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

یہ کہ کر وہ دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ تانیا اسے دیکھتی رہی۔ سُلطانہ نے دوسرے کمرے میں جا کر دروازہ بند کرلیا۔ وہ گارشا کو فون کرنا چاہتی تھی۔ تانیا اُٹھ کر دروازے کے ساتھ لگ گئی۔ اُسے سُلطانہ کی آواز سُنائی دی۔

"ہیلو گارشا! میں سُلطانہ بول رہی ہوں۔ یہاں ایک عجیب بات ہو گئی ہے۔۔۔"

تانیا دروازے سے ہٹ کر صوفے پر آ کر بیٹھ گئی۔ اس کی آنکھوں میں ایک عجیب غضبناکی آ گئی۔ وہ کمرے کی ایک ایک چیز کو کھا جانے والی

نظروں سے تکنے لگی۔ اُس کے دماغ کو فوراً ایک سِگنل ملا اور تانیا کو سکون سامل گیا۔ اُس نے گارشا کا نام سُن لیا تھا۔ اِسی عورت کی اُسے تلاش تھی۔ اِسی عورت کا سُراغ لگانے کے لیے اُسے خلائی مخلوق نے وہاں بھیجا تھا۔

تھوڑی دیر بعد سُلطانہ کمرے سے باہر آ گئی۔ تانیا نے گھبرائی ہوئی آواز میں پوچھا:

"میں زندہ بچ جاؤں گی ناں ڈاکٹر! اللہ کے لیے مُجھے اس بھیانک مخلوق سے بچا لو۔"

سُلطانہ نے ایک بار پھر کھڑکی میں سے باہر دیکھا۔ کوٹھی کے باہر کا علاقہ سُنسان تھا۔ وہ تانیا کے پاس آ کر بیٹھ گئی اور بولی۔

”گھبرانے کی کوئی بات نہیں تانیا۔ میں تمہیں ایک ایسی جگہ پہنچا دوں گی جہاں خلائی مخلوق تمہارا کُچھ نہ بگاڑ سکے گی۔ تُم وہاں محفوظ رہو گی۔“

تانیا دِل میں خوش ہوئی کہ اُسے وہاں پہنچایا جا رہا ہے جہاں وہ جانا چاہتی تھی۔ یعنی گارشا کے پاس۔ سُلطانہ نے گارشا کو اٹامک انرجی کے تہہ خانے میں فون کیا تھا اور اُسے بتایا تھا کہ ایک ائیر ہوسٹس میرے پاس آئی ہے جس کے پیچھے خلائی مخلوق لگی ہے۔ سُلطانہ نے جب گارشا کو بتایا کہ ائیر ہوسٹس تانیا نے برازیل والے خلائی سائنس دان مارگن کا نام بھی بتا دیا ہے تو گارشا نے سوچا کہ یہ بات غَلط نہیں ہو سکتی۔ مُمکن ہو مارگن یہاں آ گیا ہو۔ اور وہ اور شوگن مل کر اِس لڑکی تانیا کو اُس کی گرفتاری کے لیے استعمال کرنا چاہتے ہوں اور تانیا اُن کے چُنگل سے بھاگ نکلی ہو۔ اُس نے سُلطانہ کو فون پر کہا۔

"تانیا کو لے کر اِسی وقت میرے پاس آ جاؤ۔ ہم اُس سے خلائی مخلوق کا نیا ٹھکانہ معلوم کر کے اُسے بھی تباہ کر دیں گے، مگر خیال رہے۔ مارگن تمہارا پیچھا نہ کر رہا ہو۔"

چناں چہ سُلطانہ نے تانیا کو ساتھ لیا اور کوٹھی کی دوسری طرف سے نکلی۔ وہاں اُس کی چھوٹی گاڑی کھڑی تھی۔ تانیا کی گاڑی اُس نے وہیں رہنے دی اور اپنی گاڑی میں بِٹھا کر گارشا کی طرف روانہ ہو گئی۔ گارشا اپنے تہہ خانے میں جاگ رہی تھی۔ وہ اِس ائیر ہوسٹس تانیا کو دیکھنا چاہتی تھی۔ خلائی مخلوق جس کے پیچھے لگی تھی۔ سُلطانہ تانیا کو ساتھ لے کر گارشا کے تہہ خانے والے کمرے میں داخل ہوئی۔ تانیا کے دماغ کو سِگنل ملا۔

"یہی گارشا ہے۔ یہی تمہاری اور ہماری دُشمن ہے۔ اِس کو اپنے ساتھ لے کر تمہیں خُفیہ خلائی ٹھکانے پر پہنچنا ہے۔"

تانیا کی آنکھوں میں ایک دم چمک سی آ گئی۔ اِس چمک کو گارشا نے فوراً دیکھ لیا۔ اُس نے تانیا سے پوچھا۔

"مارگن تمھیں کہاں ملا تھا پہلی بار؟"

تانیا پر خلائی سِگنل کی گرمی کا اثر تھا۔ اُس کے حلق سے بھاری آواز نکلی، مگر پھر فوراً ہی اُس نے اِس آواز پر قابو پا لیا اور کہا۔ "وہ مُجھے پہلی بار ہوائی جہاز میں ملا تھا۔"

گارشا نے تانیا پر ایک گہری نگاہ ڈالی اور کہا۔

"یہ تمہاری گردن پر کس چیز کا نشان ہے؟"

اس کے ساتھ ہی گارشا کے تانیا کی گردن کی ایک خاص رگ پر اُنگلی رکھ دی۔ اُنگلی کے لگتے ہی تانیا بے ہوش ہو کر گِر پڑی۔ سُلطانہ نے تعجّب

سے کہا۔

"یہ تُم نے اِسے بے ہوش کیوں کر دیا؟"

گارشا کا چہرہ سنجیدہ ہو گیا۔ اُس نے کہا۔

"سلطانہ! ہم خلائی دُشمنوں کے ہاتھوں ہلاک ہونے سے بچ گئے ہیں۔"

"کیا مطلب؟" سُلطانہ کا مُنہ حیرت سے کھُل گیا تھا۔ گارشا نے بے ہوش تانیا کی طرف اشارہ کیا اور کہا۔

"یہ عورت مارگن اور شوگن نے مجُھے ہلاک کرنے کے لیے یہاں بھیجی تھی۔ یہ ہمارے خلائی دُشمنوں کے کنٹرول میں تھی۔"

"کیا کہہ رہی ہو تُم گارشا۔" سُلطانہ نے حیرانی سے پوچھا۔

گارشا نے الماری میں سے ایک خلائی الیکٹرانک چاقو نکالا اور اسے تانیا کی گردن پر رکھتے ہوئے کہا۔

"ابھی تمہیں سب کُچھ معلوم ہو جائے گا۔"

گارشا نے چاقو کی نوک تانیا کی گردن کے ایک حصّے میں گھونپ دی اور دوسرے لمحے اُس کی گردن میں سے خلائی ڈِسک باہر نکال کر سُلطانہ کو دِکھائی۔

"یہ وہ خلائی ڈِسک ہے جو شوگن نے اِس کی گردن میں پیوست کی تھی اور جس کے ذریعہ سے وہ اِس ائیر ہوسٹس کو کنٹرول کر رہے تھے۔ اِس کی ساری کہانی جھوٹی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ شوگن نے اِس ڈِسک کے ذریعہ سے اِس لڑکی کے دماغ پر کنٹرول حاصل کیا ہوا تھا اور وہ میرے ٹھکانے کا پتا چلانے آئی تھی اور حیرانی کی بات ہے کہ یہ لڑکی تانیا اتنی جلدی اپنے

مقصد میں کامیاب ہو گئی۔"

سُلطانہ نے پوچھا:

"تو کیا اب وہ نارمل ہو گئی ہے؟"

"کیوں نہیں۔" گارشا بولی۔ "ڈِسک کے نکال دینے سے اِس پر سے شوگن کا اثر اُٹھ گیا ہے۔ اب اِس کے دماغ پر ڈِسک کے سِگنل اثر نہیں کر رہے۔ تھوڑی دیر بعد جب اِسے ہوش آ جائے گا تو یہ بالکل اپنی اصلی حالت میں ہو گی۔"

تانیا کے حلق سے ایک ہلکی سی آواز نکلی۔ پھر اُس نے آنکھیں کھول دیں اور بجلی کی روشنی میں سُلطانہ اور گارشا کو حیرانی سے تکنے لگی۔

"میں کہاں ہوں۔ تُم دونوں کون ہو؟ مُجھے کیا ہو گیا تھا۔ میں تو مارگن کے

ساتھ سمندر کی سیر کو نکلی تھی۔"

گارشا نے تانیا کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"گھبراؤ نہیں تانیا! سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

سُلطانہ نے کافی بنا کر تانیا کو دی۔ گرم کافی پینے سے تانیا کی طبیعت کُچھ سنبھلی۔ اس نے پوچھا۔

"مُجھے یہاں کون لایا تھا؟ یہ کون سی جگہ ہے؟ کیا رات ہو گئی ہے؟ مُجھے گھر جانا ہے ڈیڈی ممّی پریشان ہوں گے۔"

گارشا نے تانیا سے کہا۔ "پہلے تُم سُناؤ کہ مارگن نام کا نوجوان تمہیں کہاں ملا تھا اور وہ تمہیں سمندر کی سیر کو کیوں لے گیا تھا۔"

تانیا اب بالکل نارمل حالت میں تھی۔ اُسے کُچھ یاد نہیں تھا کہ وہ خلائی

مخلوق کے جال میں پھنس گئی تھی اور اُن کے لیے جاسوسی کرتی سُلطانہ اور پھر گارشا کے پاس پہنچ گئی تھی۔ اُس کی گردن پر زخم کا نشان بھی باقی نہیں رہا تھا۔ تب گارشا نے خلائی ڈِسک اُس کے آگے رکھ دی اور کہا۔"

"تُم خلائی مخلوق کے قبضے میں تھیں تانیا۔ یہ ڈِسک تمہاری گردن میں لگا دی گئی تھی اور اِسی ڈِسک کے ذریعہ سے خلائی مخلوق یعنی مارگن اور دوسرا آدمی شوگن تمہیں کنٹرول کر رہے تھے۔"

تانیا ہکّا بکّا سی ہو کر گارشا کا مُنہ تک رہی تھی۔

گارشا نے کہا:

"تانیا! مارگن اِس دُنیا کی مخلوق نہیں ہے۔ وہ خلائی مخلوق ہے جو اِس دُنیا میں تباہی پھیلانے کے لیے ہماری زمین پر اُتری ہوئی ہے۔ وہ میری

تلاش میں ہے۔ کیوں کہ میں اِس دُنیا اور دُنیا کے انسانوں کو بھیانک تباہی سے بچانا چاہتی ہوں۔"

پھر گارشا نے تانیا کو خلائی مخلوق کے ناپاک منصوبے کے بارے میں سب کُچھ بتا دیا۔ مگر اُس نے تانیا کو اپنے بارے میں یہ نہ بتایا کہ وہ خود بھی خلائی عورت ہے۔ اپنے بارے میں اس نے یہی کہا کہ میں بھی ڈاکٹر سُلطانہ کی طرح ایک سائنس دان ہوں اور اپنی خوب صورت دُنیا اور پیارے وطن کو خلائی دُشمنوں کے ناپاک عزائم سے محفوظ رکھنا چاہتی ہوں اور خلائی دُشمنوں کو ہلاک کر کے دُنیا کو بہت بڑی تباہی سے بچانا چاہتی ہوں۔

"تانیا کیا تمہیں معلوم ہے مارگن اور شوگن کا خلائی ٹھکانہ کہاں پر ہے؟"

تانیا نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مجھے کچھ معلوم نہیں۔ صرف اتنا یاد ہے کہ مارگن مجھے سیر کرانے کے بہانے سمندر کے اُس علاقے میں لے گیا تھا جہاں چٹّانوں کا سِلسِلہ سمندر کے کنارے پر دُور تک پھیلا ہوا ہے۔"

گارشا نے سُلطانہ کی طرف دیکھا۔ سُلطانہ نے کہا :

"یہ فش پوائنٹ کا علاقہ ہے۔"

"ہاں!" تانیا نے کہا۔ "مارگن مجھے فِش پوائنٹ کے علاقے میں ہی لے گیا تھا۔ اِس کے بعد ہی میں بے ہوش ہو گئی اور یہاں تمہارے سامنے ہوش آیا ہے۔"

گارشا نے تانیا سے کہا کہ وہ کُچھ روز اُس کے پاس ہی رہے۔ اُس کے ڈیڈی ممّی کو اِطّلاع کر دی جائے گی کہ جب تک تانیا کی جان محفوظ نہیں ہو

جاتی وہ اسی جگہ رہے گی۔"

دوسری طرف جب شوگن اور مارگن کو معلوم ہوا کہ ان کا تا نیا والا منصوبہ نا کام ہو گیا ہے تو شوگن غُصّے سے آگ بگولا ہو گیا۔ وہ غرّایا۔

"ہمیں اِس مُلک میں تباہ کاری شروع کر دینی چاہیے۔ ہم میں اتنی طاقت ہے کہ ہم اِس شہر کے سب لوگوں کو ہلاک کر دیں۔" مارگن بولا۔ "تُم نے ٹھیک فیصلہ کیا ہے چیف! لیکن تُم ایک بات بھول رہے ہو کہ گارشا ابھی زندہ ہے۔ وہ ہمارے تمام خلائی راز اور داؤ پیچ جانتی ہے۔ وہ تباہ کاری کے ہمارے کسی بھی منصوبے کو خاک میں ملانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔"

شوگن نے میز پر مُکّا مارتے ہوئے کہا۔ "تو پھر میں خود اُسے قتل کروں گا۔"

مارگن نے شوگن کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"شوگن ہمیں سوچ سمجھ کر قدم اُٹھانا چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اپنی حماقت سے خود ہی گارشا کے جال میں پھنس کر ہلاک ہو جائیں۔"

شوگن نے مارگن کا ہاتھ جھٹک دیا اور بولا:

"مارگن! تُم میری خُفیہ طاقتوں سے واقف نہیں ہو۔ میرے پاس ایک ایسا فارمُولا ہے کہ جس کی مدد سے میں نہ صرف گارشا کو ختم کر سکتا ہوں بلکہ اِس مُلک میں تباہی پھیلا سکتا ہوں۔"

مارگن نے کہا۔ "تو پھر تُم نے پہلے اِس فارمولے پر عمل کیوں نہیں کیا شوگن؟"

شوگن کُرسی پر بیٹھ گیا۔ کہنے لگا۔ "وہ فارمولا برازیل والی خُفیہ لیبارٹری میں

ہے۔ مُجھے اُس پر ایک ہفتہ کام کرنا پڑے گا۔ میں نے سوچا تھا کہ ائیر ہوسٹس تانیا کی مدد سے ہم گارشا کو اپنے راستے سے ہٹانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ مگر ایسا نہ ہو سکا اب مُجھے اپنے خطرناک فارمولے پر ہی عمل کرنا ہو گا۔"

شوگن کُرسی چھوڑ کر اُٹھا اور بولا۔

"مارگن! ہم آج ہی یہاں سے برازیل کی طرف روانہ ہو رہے ہیں۔ میں اپنی ساری خلائی طاقت استعمال کروں گا اور گارشا کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دوں گا۔"

اُسی روز مارگن اور شوگن خُفیہ طریقے سے پاکستان سے نکل گئے۔ اُنہوں نے سیّاحوں کے بھیس بدل رکھے تھے۔ اُن کے پاس جعلی پاسپورٹ تھے جن پر جعلی ویزے لگے تھے۔ خلائی مخلوق کے لیے یہ کام بہت آسان تھا۔

دوسرے دِن شام کو مارگن اور شوگن برازیل پہنچ کر اپنی ویران شہر کے کھنڈر والی خُفیہ لیبارٹری کی طرف چل پڑے۔ یہ لیبارٹری جیسا کہ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں، برازیلیہ سے دُور ایک پہاڑی علاقے میں ٹیلے پر واقع ویران شہر کے کھنڈر کے نیچے بنی ہوئی تھی جس میں ایک شکستہ مینار سے راستہ جاتا تھا۔ یہ راستہ بند کر دیا جاتا تھا۔ اِس لیبارٹری میں خطرناک فارمولے پر شوگن نے کام شروع کر دیا۔ اُس کے پاس سائنسی سازوسامان کافی نہیں تھا۔ پھر بھی اپنی اعلیٰ سائنسی مہارت کو استعمال میں لاتے ہوئے ایک ہفتے کے اندر شوگن اپنے خطرناک فارمولے میں کامیاب ہوگیا۔

وہ ہفتے کی آخری شام تھی۔ شوگن چھے روز سے لیبارٹری کے خاص کمرے میں بند فارمولے پر تجربات کر رہا تھا۔ مارگن بھی اُس کے ساتھ ہی تھا۔ آخری مرحلے پر شوگن نے شیشے کی ایک نلکی اُٹھائی جس میں پیازی

رنگ کا محلول تھا جس میں سے بھاپ نکل رہی تھی۔ شوگن کے چہرے پر شیطانی مُسکراہٹ آگئی۔ اُس نے مارگن سے کہا۔

"مارگن! مُجھے سو فیصد یقین ہے کہ خطرناک فارمولے کا تجربہ کامیاب رہے گا۔ مُجھ پر نگاہیں جمائے رکھتا، میں یہ پیازی رنگ کا محلول پی رہا ہوں۔"

اور شوگن نے نلکی مُنہ سے لگائی اور ایک ہی گھونٹ میں سارا محلول پی گیا۔ نلکی میز پر رکھ کر وہ آرام کُرسی پر نیم دراز ہو گیا۔ مارگن اسے مسلسل دیکھ رہا تھا۔ شوگن نے آنکھیں بند کرلیں۔ اس کے چہرے اُبھرنے لگیں۔ شوگن کا جسم دھندلا ہونے لگا اور پھر مارگن کے دیکھتے دیکھتے غائب ہو گیا۔ شوگن کی کُرسی خالی تھی شوگن کے مکروہ قہقہے کی آواز سُنائی دی۔

"مارگن! میرا فارمولا کامیاب رہا۔ "میں غائب ہو گیا ہوں۔ میں سب کو دیکھ سکتا ہوں، مگر مجھے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔"

مارگن نے کہا۔

"چیف! اب ہمیں سب سے پہلے گارشا کو ہلاک کرنا ہے۔"

شوگن کی غصّہ بھری آواز آئی۔ "میں غدّار گارشا کے جسم کے ٹکڑے اُڑا دوں گا۔ تُم اِسی جگہ رہو۔ میں واپس گارشا کے شہر جاتا ہوں۔ ریڈیو ٹرانسمیٹر پر میرا تُم سے رابطہ برقرار رہے گا۔ میں جا رہا ہوں۔"

مارگن شوگن کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اُس نے شوگن کو آواز دی، مگر کوئی جواب نہ آیا۔ اُس وقت شوگن غیبی حالت میں ائیرپورٹ کی طرف جا رہا تھا۔

پھر اِس کے بعد کیا ہوا؟

یہ آپ آئندہ ناول

”تابوت سمندر میں“

پڑھیے